بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّ آءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ (فتح ۲۹)

محمدؐ کے صحابہؓ کفار پر بہت سخت ہیں اور آپس میں بے انتہا رحیم ہیں۔

صحابہ کرامؓ

پر غلط بیانیوں کے جواب

مرتبہ

مبلغ اسلام

عبدالحمید

پتہ

مسلم روڈ، کبوہ محلّہ، شہدادکوٹ، ڈویژن لاڑکانہ (سندھ)

پوسٹ کوڈ: 77300 موبائل نمبر 0301-3291314

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صحابہ کرامؓ

پر غلط بیانیوں کے جواب

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ اَنَّ اَحَدَکُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَھَبًا مَا اَدْرَکَ مُدَّ اَحَدِھِمْ وَلَا نَصِیْفَہٗ. (صحیح مسلم کتاب فضائل)

حضرت ابو ہریرہؓ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے صحابہؓ کو بُرا مت کہو، میرے صحابہؓ کو بُرا مت کہو۔ اُس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر تم میں سے کوئی شخص اُحد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کرے تو میرے صحابہؓ کے مد یا آدھے مد کے برابر بھی نہیں پہنچ سکتا۔

لیکن ایک شیعہ مولوی عبدالحفیظ حیدری پنہور صاحب نے ایک کتاب لکھی۔اس کتاب کا نام ہے معرفتِ صحابہؓ قرآن و روایات کی روشنی میں۔ مولوی صاحب نے اس کتاب میں صحابہ کرامؓ پر غلط بیانیوں کی بھر مار کی ہے۔ جب میں نے یہ کتاب پڑھی تو حیدری صاحب کی صحابہ کرامؓ پر غلط بیانیاں پڑھ کر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور صحابہ کرامؓ کے دفاع میں اس کتاب کا جواب لکھنا میں نے اپنے اوپر لازم سمجھا اس لئے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میں یہ جواب لکھ رہا ہوں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے آخری نبی ﷺ کے صحابہؓ کے دفاع میں صحیح لکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

غلط بیانی نمبر(۱) حیدری صاحب اپنی کتاب کے صفحہ نمبر (۱۱۵) پر لکھتے ہیں کہ:۔

بعض صحابہؓ کا ایک دوسرے سے احترام کا یہ حال تھا کہ ایک دوسرے کو طعنہ دینے سے گریز نہیں کرتے تھے بلکہ ایک دوسرے سے لڑنے مارنے کے لئے بھی تیار ہوجاتے تھے، حتیٰ کہ ایک صحابیؓ دوسرے صحابیؓ کو قتل کر کے کفار سے جاملا۔ کبھی بعض صحابہؓ کے قول وفعل میں کوئی مطابقت نہیں ہوتی تھی۔ زبان سے کچھ کہتے تھے اس پر عمل کرنا اُن کے لئے دشوار ہوتا تھا اور کبھی کبھی احکام الٰہی کی پوری پابندی نہیں کرپاتے تھے۔ حیدری صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۱۳۰ پر روایت پرکھنے کا ایک اصول بتایا۔ وہ اصول ملاحظہ فرمائیں:۔

حیدری صاحب لکھتے ہیں کہ کسی حدیث کی صحت وبطلان معلوم کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ اس حدیث کو قرآن کے سامنے پیش کیا جائے اگر حدیث قرآنی آیات و احکام سے تعارض وتضاد رکھے تو یہی بات اس کے جعلی اور باطل ہونے کی دلیل ہے۔

الجواب: اب ہم حیدری صاحب کے ہی بتائے ہوئے اصول کے مطابق حیدری صاحب کی صحابہ کرامؓ کے خلاف تحریر قرآن کے سامنے رکھتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ. (پ ۲۶ سورۃ ۴۸ سورۃ فتح آیت ۲۹)

محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں (یعنی صحابہؓ) وہ کفار پر بہت سخت ہیں اور آپس میں بے انتہا رحیم ہیں۔ تم جب بھی دیکھو گے انہیں رکوع وسجود اور اللہ کے فضل اور اس کی خوشنودی کی طلب میں مشغول پاؤ گے، سجود کے نشان اُن کی پیشانیوں پر موجود ہیں جن سے وہ پہچانے جاتے ہیں۔

تبصرہ:

(۱) اللہ تعالیٰ نے فرمایا صحابہ کرامؓ کفار پر سخت تھے۔

لیکن حیدری صاحب لکھتے ہیں کہ صحابہؓ کفار سے دوستی رکھتے تھے اور ان کے ساتھ جا ملتے تھے۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے فرمایا صحابہ کرامؓ آپس میں ایک دوسرے پر بڑے مہربان تھے۔

لیکن حیدری صاحب لکھتے ہیں کہ صحابہؓ آپس میں لڑتے جھگڑتے تھے ایک دوسرے کو قتل کرتے تھے۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے فرمایا صحابہ کرامؓ اللہ کے فضل اور اس کی خوشنودی کی طلب میں مشغول رہتے تھے اور اللہ کا فضل اور خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اتنی زیادہ نمازیں پڑھتے تھے جس سے اُن کی پیشانیوں پر سجدوں کے نشان پڑ جاتے تھے اور یہ نشان اُن کے متقی اور پرہیزگار ہونے کی پہچان تھی۔

لیکن حیدری صاحب صحابہ کرامؓ کے متعلق لکھتے ہیں کہ عمل کرنا اُن کے لئے دشوار ہوتا تھا اور کبھی کبھی احکام الٰہی کی پوری پابندی نہیں کرپاتے تھے۔

لہٰذا کسی کی بات کو قرآن سے پرکھنے کے حیدری صاحب کے ہی بتائے ہوئے اصول کے مطابق اس کتاب کے لکھنے والے راوی عبدالحفیظ حیدری صاحب خود ہی باطل قرار پائے اس لئے ان کی تحریر کردہ یہ کتاب بھی باطل ہوئی۔

مزید وضاحت

حیدری صاحب کی تحریر کردہ اس کتاب کو موضوع اور خود مصنف کو کذاب راوی ثابت کرنے کے لئے میں مزید دلائل پیش کررہا ہوں۔ دلائل ملاحظہ فرمائیں:۔

غلط بیانی نمبر (۲) حیدری صاحب اپنی کتاب کے صفحہ نمبر (۴۷) پر لکھتے ہیں کہ:۔

ایک اور سینئر جماعتی عبدالحمید صاحب شہدادکوٹ والے سے یہ مسئلہ پوچھا تو انہوں نے بھی کہا کہ مولوی اشتیاق غلط کام کا مرتکب ہوا ہے مگر یہ بات عام لوگوں کے سامنے نہیں کر سکتے کیونکہ اس طرح جماعت میں خلفشار پیدا ہو جائے گا اور ہماری جماعت ٹوٹ جائے گی۔

الجواب: حیدری صاحب نے مجھ پر جو بہتان لگایا ہے اس کے متعلق میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس موضوع پر نہ تو میری حیدری صاحب سے گفتگو ہوئی ہے اور نہ ہی میں نے آج تک کسی اور سے ایسی بات کہی ہے۔ بلکہ فسخ نکاح کا تو میں نے بھرپور طریقے سے دفاع کیا ہے اور اس مسئلہ کے دفاع میں میں نے مسئلہ فسخ نکاح کے نام پر ایک کتاب بھی لکھی ہے۔ لہٰذا حیدری صاحب کی میرے خلاف یہ تحریر غلط اور مجھ پر بہتان عظیم ہے۔ میری حیدری صاحب سے یہ گزارش ہے کہ اس طرح غلط بیانی کرنے اور جھوٹ بولنے سے پہلے مندرجہ ذیل فرمان الٰہی کو بار بار پڑھا کریں:۔

لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ. (سورۃ آل عمران، آیت نمبر ۶۱)	جھوٹ بولنے والوں پر اللہ کی لعنت ہو۔

لہٰذا مندرجہ بالا دلائل کی روشنی میں اس کتاب کا مؤلف حیدری صاحب کذاب راوی ثابت ہوا۔ اور کذاب راوی سے ملی ہوئی روایت موضوع (یعنی من گھڑت) ہوتی ہے اس لئے حیدری صاحب کی لکھی ہوئی تمام کتابیں موضوع (یعنی من گھڑت) ہوئیں۔

غلط بیانی نمبر (۳) حیدری صاحب اپنی کتاب کے صفحہ نمبر (۴۷) پر لکھتے ہیں کہ:۔

اشتیاق صاحب نے نکاح فسخ کر کے عدت کا انتظار بھی نہیں کیا اور شادی رچالی۔

الجواب: حیدری صاحب نے محمد اشتیاق صاحب پر بھی یہ جھوٹ بولا اوران پر بہتان عظیم لگایا ہے۔کیونکہ محترم محمد اشتیاق صاحب نے شریعت کے مطابق عدت گزرنے کے بعد ہی نکاح کیا تھا۔

غلط بیانی نمبر (۴) حیدری صاحب اپنی کتاب کے صفحہ نمبر (۳۲) پر لکھتے ہیں کہ:۔

مجھے دس سال کی سزا ہوگئی اور مجھے مچھ جیل بجھوادیا گیا۔ یہ خبر جب عبدالرحمٰن صاحب کو ملی تو وہ مجھ سے ملنے جیل آئے اور پھر جماعت المسلمین کے مرکزی امیر سیّد مسعود احمدؒ تک خبر پہنچائی تو انہوں نے (مسعود احمدؒ نے) کہا اس وقت میرا حکم نبی کریمؐ کے حکم کی طرح ہے جتنا پیسا لگتا ہے لگاؤ اور عبدالحفیظ کو فوری طور پر رہا کرواؤ۔حیدری صاحب کتاب کے صفحہ نمبر ۳۲ پر لکھتے ہیں کہ: مسعود احمد صاحب میرے استاد بھی تھے اور محسن بھی تھے۔

الجواب: حیدری صاحب چند روزہ دنیا کے فائدے کے لئے دولت اور لالچ نے آپ کو اتنا اندھا کردیا ہے کہ مسعود احمدؒ صاحب کو سیّد بھی کہتے ہو اور استاد بھی اور محسن بھی۔پھر اپنے ہی استاد، محسن، سیّد اور اللہ کے ایک صالح بندے اور ایک محقق عالم دین پر اتنا بڑا بہتان لگاتے ہوئے آپ کو ذرّا برابر بھی شرم وحیا نہ آئی اور نہ اللہ تعالیٰ کا خوف آیا؟اس کے علاوہ حیدری صاحب آپ اگر سچے ہیں تو بتائیں کہ مسعود احمدؒ صاحب کی طرف منسوب یہ غلط الفاظ آپ کو کس شخص نے بتائے کیونکہ آپ تو جیل میں تھے۔کیا عبدالرحمٰن صاحب نے آپکو یہ الفاظ بتائے؟اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے عبدالرحمٰن صاحب بھی زندہ ہیں وہ تو کہتے ہیں کہ نہ میں نے مسعود احمدؒ صاحب سے یہ الفاظ سنے اور نہ ہی میں نے کبھی عبدالحفیظ صاحب کو یہ

الفاظ بتائے۔تو پھر حیدری صاحب یہ الفاظ آپکو کس شخص نے بتائے؟ گواہ پیش کریں یا مسعود احمدؒ صاحب کی کوئی تحریر دکھائیں جس میں یہ الفاظ لکھے ہوئے ہوں ورنہ آپکے جھوٹا اور کذاب راوی ہونے کے لئے یہی ثبوت کافی ہے۔

غلط بیانی نمبر (۵) حیدری صاحب اپنی کتاب کے صفحہ نمبر (۴۲) پر لکھتے ہیں کہ:۔

دو ہندو جو میرے دوست تھے (میری تبلیغ سے) وہ بھی مسلم ہو گئے اور اُن کے نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن رکھے گئے۔

الجواب: عبداللہ اور عبدالرحمٰن صاحب تو 1982ء میں جماعت المسلمین میں شامل ہوئے تھے جبکہ ہندو سے مسلم تو اس سے بھی کئی سال پہلے ہوئے تھے۔اور حیدری صاحب اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۳۰ پر لکھتے ہیں کہ میں 1986ء میں جماعت المسلمین میں شامل ہوا تھا تو پھر عبدالرحمٰن صاحب حیدری صاحب کی تبلیغ سے کیسے جماعت المسلمین میں آئے؟ لہٰذا اس سے بھی ثابت ہوا کہ حیدری صاحب جھوٹا اور کذاب راوی ہے۔

غلط بیانی نمبر (۶) حیدری صاحب اپنی کتاب کے صفحہ نمبر (۱۴۲) پر لکھے ہیں کہ:۔

جب آنحضرت ﷺ نے انتقال فرمایا تو فوراً خلافت کی نزاع پیدا ہو گئی اور اس بات کا بھی انتظار نہ کیا گیا کہ پہلے رسول اللہ ﷺ کی تجہیز و تکفین سے فراغت حاصل کر لی جائے۔

الجواب: حیدری صاحب یہ اپنی اپنی سوچ و سمجھ ہے، آپکی سمجھ نے یہ کام کیا جو آپ نے لکھ دیا۔لیکن صحابہ کرامؓ کی سمجھ یہ تھی کہ آپؐ کی تجہیز و تکفین سے پہلے خلیفہ مقرر کیا جائے تا کہ آپؐ کی تجہیز و تکفین کے تمام کام امیر کی اطاعت میں کیے جائیں۔

غلط بیانی نمبر (۷) حیدری صاحب اپنی کتاب کے صفحہ نمبر (۱۵۶) پر لکھتے ہیں کہ:۔

اصحاب ثلاثہ میں سے کسی کی خلافت کے ثبوت کے لئے نہ قرآن میں کوئی آیت ہے اور نہ کوئی حدیث رسول ہے۔

اور صفحہ نمبر (۱۴۷) پر لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کو اپنا خلیفہ نہیں بنایا تھا۔ اور صفحہ نمبر (۱۳۶) پر لکھتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ کی بیعت ناگہانی تھی۔

الجواب: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ۔ (سورۃ نور آیت نمبر ۵۵ سورۃ نمبر ۲۴)	اور (اے لوگو) اللہ کا وعدہ ہے جو شخص تم میں سے ایمان لانے کے بعد عمل صالح کرے گا اللہ اُسے زمین میں خلافت عطا فرمائے گا۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ۔ (سورۃ رعد آیت ۳۱ سورۃ نمبر ۱۳)	بے شک اللہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَرَدْتُ اَنْ اُرْسِلَ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ وَّابْنِهٖ فَاَعْهَدَ اَنْ يَّقُوْلَ الْقَآئِلُوْنَ اَوْيَتَمَنَّى الْمُتَمَنُّوْنَ ثُمَّ قُلْتُ يَاْبَى اللّٰهُ وَيَدْفَعُ الْمُؤْمِنُوْنَ اَوْيَدْفَعُ اللّٰهُ وَيَاْبَى الْمُؤْمِنُوْنَ۔ (صحیح بخاری کتاب الاحکام حدیث نمبر ۷۲۱۷ و کتاب المرضیٰ حدیث نمبر ۵۶۶۶)	میرا ارادہ ہوا تھا کہ ابوبکرؓ اور اُن کے بیٹے کو بلا بھیجوں اور انہیں (ابوبکرؓ) کو خلیفہ بنادوں تا کہ اس پر کسی دعویٰ کرنے والے یا اس کی خواہش رکھنے والے کے لئے کوئی گنجائش نہ رہے لیکن پھر میں نے سوچا کہ اللہ خود اور مومنین (سوائے ابوبکرؓ کے) کسی دوسرے کو خلیفہ نہیں ہونے دیں گے۔

تبصرہ: مندرجہ بالا آیات وحدیث مبارکہ سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ جو شخص ایمان لانے کے بعد عمل صالح کرے گا اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اُسے زمین میں خلافت عطا فرمائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔ اور اس سے یہ بات بھی بالکل واضح ہوگئی کہ زمین میں خلافت اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ جس شخص سے راضی ہوتا ہے اُسے ہی خلافت دیتا ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ اصحاب ثلاثہ سے راضی تھا تو انہیں خلافت دی۔ اگر اللہ تعالیٰ اُن سے ناراض ہوتا تو انہیں خلافت کیوں دیتا؟ اگر اصحاب ثلاثہ خلافت کے حقدار نہیں تھے تو کیا اللہ تعالیٰ نے انہیں خلافت دے کر اپنے وعدہ کے خلاف کیا؟ نہیں ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ کبھی بھی اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کا اصحاب ثلاثہ کو خلیفہ بنانا اس بات کا ثبوت ہے کہ اصحاب ثلاثہ خلافت کے حقدار تھے اور انہیں اُن کا حق خلافت کی صورت میں ملا۔ باقی جو حیدری صاحب نے لکھا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کو رسول اللہ ﷺ نے اپنا خلیفہ نہیں بنایا تھا۔ تو اس کے ثبوت میں میں پہلے صحیح بخاری کے حوالہ سے لکھ چکا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ میں حضرت ابوبکرؓ کو اپنا خلیفہ بنانے کی تحریر لکھ دوں لیکن پھر یہ فرما کر اپنا ارادہ ترک کر دیا کہ اللہ تعالیٰ اور مؤمنین حضرت ابوبکرؓ کو ہی خلیفہ بنائیں گے حضرت ابوبکرؓ کے سوا کسی اور کو خلیفہ بننے ہی نہیں دیں گے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے اپنی مرضی سے ایسا کیا تھا؟ نہیں ہرگز نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى. اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰى. (سورۃ نجم آیت نمبر ۳،۴، سورۃ نمبر ۵۳)	اور (میرا رسول) اپنی مرضی سے کچھ نہیں کہتا۔ وہ جو بھی کہتا ہے اللہ کی مرضی سے ہی کہتا ہے۔

اس فرمان الٰہی سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کو خلیفہ بنانے کی تحریر کا ارادہ اس لئے ترک کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہوگا اے

میرے پیارے رسولؐ حضرت ابو بکرؓ کو خلیفہ مقرر کرنے کے لئے تحریر کی ضرورت نہیں کیونکہ میں مومنین کو یہ توفیق ہی نہیں دوں گا کہ وہ حضرت ابو بکرؓ کے سوا کسی اور کو خلیفہ بنائیں۔ اسی لئے تو رسول اللہ ﷺ نے یہ اعلان فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ اور مومنین حضرت ابو بکرؓ کو ہی خلیفہ بنائیں گے۔ حضرت ابو بکرؓ کے سوا کسی اور کو خلیفہ بننے ہی نہیں دیں گے۔ اور الحمد للہ ہوا بھی ایسے ہی۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان مبارک سے یہ بات ثابت ہوئی کہ حضرت ابو بکرؓ کو رسول اللہ ﷺ نے خود اپنا خلیفہ بنایا تھا اور اس سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ حضرت ابو بکرؓ کی خلافت اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ اور مومنین کی عین منشاء کے مطابق تھی۔ اس لئے جو شخص مومن ہوگا وہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ہوتے ہوئے کسی اور کو نہ خلیفہ بننے دیگا اور نہ ہی کسی اور کو خلیفہ مانے گا لیکن جو شخص بھی ابو بکر صدیقؓ کے ہوتے ہوئے کسی اور کو خلیفہ بناتا ہے یا خلیفہ مانتا ہے وہ مومن نہیں ہو سکتا۔

مندرجہ بالا آیات وحدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خلافت ارادہ الٰہی اور مرضی نبویؐ کے عین موافق تھی۔ اب جو لوگ ایسے پاک نفس خلیفہ کو غاصب اور ظالم جانتے ہیں وہ خود ناپاک اور پلید ہیں۔

غلط بیانی نمبر (۸) حیدری صاحب اپنی کتاب کے صفحہ نمبر (۱۴۴) پر لکھتے ہیں کہ:۔

حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکرؓ کی بیعت نہیں کی تھی۔

الجواب: اس کے جواب میں خود حضرت علیؓ کا بیان ملاحظہ فرمائیں:۔

وَتَشَهَّدَ عَلِیٌّ فَعَظَّمَ حَقَّ اَبِیْ بَکْرٍ وَحَدَّثَ اَنَّهٗ لَمْ یَحْمِلْهُ عَلَی الَّذِیْ صَنَعَهٗ نَفَاسَةً عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَّلَا اِنْکَارًا	حضرت علیؓ نے تشہد پڑھا اور حضرت ابو بکرؓ کے فضائل بیان کئے۔ ان کے حقوق جتلائے اس کے بعد فرمایا میں نے اب تک جو حضرت ابو بکرؓ

لِلَّذِیْ فَضَّلَهُ اللّٰهُ بِهٖ..........

فَقَالَ عَلِیٌّ لِاَبِیْ بَكْرٍ مَوْعِدُكَ الْعَشِیَّةَ لِلْبَیْعَةِ

(صحیح بخاری کتاب المغازی حدیث نمبر ۴۲۴۰ تا ۴۲۴۱)

سے بیعت نہیں کی تھی تو اس کی یہ وجہ نہ تھی کہ مجھ کو حضرت ابوبکرؓ کی خلافت پر کوئی حسد تھا یا اُن کی فضیلت اور بزرگی سے کچھ انکار تھا۔ صرف بات یہ تھی کہ ہم سے مشورہ کیوں نہیں لیا گیا۔ ......اس کے بعد حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا آج شام کو میں آپ سے بیعت کرلوں گا۔

تبصرہ: حضرت علیؓ کے اس فرمان مبارک سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ حضرت علیؓ کو حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت سے انکار اور حسد نہیں تھا اور حضرت علیؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی فضیلت اور بزرگی کو بھی مانتے تھے۔ لیکن اس کے باوجود حیدری صاحب حضرت علیؓ کا فیصلہ ماننے کو تیار نہیں ہیں۔

غلط بیانی نمبر (۹) حیدری صاحب اپنی کتاب کے صفحہ نمبر (۱۴۵) پر لکھتے ہیں کہ:۔

کیونکہ دلیل کہتی ہے کہ بہترین نسب اور گھر والا شخص ہی حکومت کا حقدار ہوتا ہے پس اس دلیل کا تقاضہ یہ ہے کہ قریش میں سے بھی اس شخص کو اس امر کا زیادہ حقدار ہونا چاہیئے جو نسب اور گھر کے لحاظ سے قریش میں بھی سب سے افضل ہو۔

الجواب: رسول اللہ ﷺ کے بعد قریش اور سب انسانوں میں افضل شخص کون ہیں یہ حضرت علیؓ کی ہی زبان مبارک سے ملاحظہ فرمائیں:۔

عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِیَّةِ قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ اَیُّ النَّاسِ خَیْرٌ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ.

(حضرت علیؓ کے بیٹے) محمد بن حنفیہ نے فرمایا کہ میں نے اپنے ابا جان (علیؓ) سے پوچھا، اے ابا جان رسول اللہ ﷺ کے بعد سب

قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ عُمَرُ.

(صحیح بخاری کتاب فضائل اصحاب النبی حدیث نمبر ۳۶۷۱)

سے افضل انسان کون ہیں۔حضرت علیؓ نے فرمایا حضرت ابوبکرؓ ہیں۔محمد کہتے ہیں میں نے پھر پوچھا، یا ابا جان اُن کے بعد کون ہیں، حضرت علیؓ نے فرمایا اُن کے بعد عمرؓ ہیں۔

حیدری صاحب لیجئے حضرت علیؓ نے ہی فیصلہ فرمادیا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد قریش تو کیا بلکہ تمام انسانوں میں افضل ترین شخص حضرت ابوبکر صدیقؓ ہی ہیں۔حیدری صاحب اب آپ بتائیں کہ آپکو حضرت علیؓ کا فیصلہ قبول ہے یا نہیں؟

غلط بیانی نمبر (۱۰) حیدری صاحب اپنی کتاب کے صفحہ نمبر (۳۸) پر لکھتے ہیں کہ:۔

حضرت فاطمہؓ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکرؓ کے پاس گئیں اور رسول اللہ ﷺ کا ترکہ مانگا (یعنی اپنا حصہ مانگا) جیسے باغ فدک وغیرہ۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا یہ کیونکر آپ کا حصہ ہوسکتا ہے کیونکہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے، ہم پیغمبروں کا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم جو چھوڑیں وہ صدقہ ہے۔یہ سُن کر حضرت فاطمہؓ غضبناک ہوئیں، اُنہوں نے حضرت ابوبکرؓ سے ترک تعلق کرلیا او روفات تک اُن سے نہ ملیں اور نہ ہی کلام کیا۔

الجواب: حیدری صاحب! حضرت ابوبکر صدیقؓ نے تو حضرت فاطمہؓ کو اُن کے اپنے والد نبی ﷺ کا فرمان مبارک سنایا تھا تو بقول آپکے حضرت فاطمہؓ کیا اپنے والد نبی ﷺ کا یہ فرمان سُن کر غضبناک ہوئیں؟ کہ میرے ابا جان نے مال و دولت میں سے میرے لئے کچھ بھی نہیں چھوڑا۔نہیں ہرگز نہیں۔مسئلہ کچھ اور ہے اور آپ کچھ اور بیان کررہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم پیغمبروں کے مال کا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم جو چھوڑیں وہ صدقہ ہے۔اس حدیث کے راوی حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں اور یہ راوی اتنی بڑی عظمت والے ہیں کہ

ان کی عظمت خود حضرت علیؓ کی زبان مبارک سے ملاحظہ فرمائیں:۔

عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ اَیُّ النَّاسِ خَیْرٌ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ۔

(صحیح بخاری کتاب فضائل النبی حدیث نمبر ۳۶۷۱)

(حضرت علیؓ کے بیٹے) محمد بن حنفیہ نے کہا کہ میں نے اپنے والد محترم (علیؓ) سے پوچھا رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے افضل انسان کون ہے تو حضرت علیؓ نے فرمایا ابوبکرؓ ہیں۔

تبصرہ: حیدری صاحب غور کریں جس شخص کو حضرت علیؓ رسول اللہ ﷺ کے بعد تمام انسانوں میں سب سے افضل انسان بتائے۔کیا اتنی بلند عظمت والا شخص حضرت فاطمہؓ کو رسول اللہ ﷺ کا فرمان مبارک سنائے اور حضرت فاطمہؓ یہ فرمان رسولؐ سن کر حضرت ابوبکر صدیقؓ پر غضبناک ہو جائے۔یہ ہو نہیں سکتا۔ مسئلہ کچھ اور ہے۔حیدری صاحب اگر آپ حضرت علیؓ کو ماننے کی دعوی کرتے ہیں تو حضرت ابوبکر صدیقؓ کی عظمت اور خلافت کو ماننا پڑے گا، ورنہ جو شخص بھی حضرت ابوبکر صدیقؓ کی عظمت اور خلافت کا منکر ہے وہ شخص حضرت علیؓ کا منکر ہے۔کیونکہ حضرت علیؓ نے ہی حضرت ابوبکر صدیقؓ کی عظمت بیان کی اور ان کی خلافت کو تسلیم کر کے ان سے بیعت کی۔

آلِ محمدؐ سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی محبت

فَتَشَهَّدَ عَلِیٌّ ثُمَّ قَالَ اِنَّا قَدْ عَرَفْنَا یَا اَبَا بَکْرٍ فَضِیْلَتَکَ وَذَکَرَ قَرَابَتَهُمْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَحَقَّهُمْ فَتَکَلَّمَ اَبُوْبَکْرٍ فَقَالَ

(حضرت فاطمہؓ) کے بعد) حضرت علیؓ، حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور کہنے لگے یا ابوبکرؓ ہم آپکی فضیلت اور مرتبہ کا اقرار کرتے ہیں۔اس کے بعد انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی قرابت کا اور اپنے حق کا ذکر

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لِقَرَابَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اَحَبُّ اِلَیَّ اَنْ اَصِلَ مِنْ قَرَابَتِیْ۔

(صحیح بخاری حدیث نمبر ۳۷۱۲)

کیا۔ جواب میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا (اے علیؓ) اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، رسول اللہ ﷺ کی قرابت والے (یعنی آلِ محمدؐ) مجھے اپنے قرابت والوں سے زیادہ محبوب ہیں۔

تبصرہ: غور فرمائیں، حضرت علیؓ تو حضرت ابوبکر صدیقؓ کی فضیلت اور مرتبہ کا اقرار کر رہے ہیں اور حضرت ابوبکر صدیقؓ آلِ محمدؐ سے محبت کرنے کا اقرار کر رہے ہیں۔ لیکن حیدری صاحب اپنی غلط تحریروں سے انہیں ایک دوسرے کا دشمن بنا کر پیش کر رہے ہیں۔ حیدری صاحب سے گزارش ہے کہ اللہ تعالیٰ کا خوف کریں، غلط بیانی نہ کریں۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ اپنی خلافت میں آلِ محمدؐ سے محبت بھی کرتے رہے اور انہیں اُن کا حق بھی دیتے رہے۔ اُن کے بعد حضرت عمرؓ خلیفہ بنے، یہی میراث والا مسئلہ ان کی خلافت میں بھی چل پڑا جس کا حل ملاحظہ فرمائیں:۔

ایک روز کا واقعہ ہے کہ حضرت عمرؓ خلیفۃ المسلمین اپنے گھر میں تشریف فرما تھے اور آپ کے پاس حضرت عثمانؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بھی بیٹھے ہوئے تھے، اسی اثنا میں حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ بھی آئے اور انہوں نے حضرت عمرؓ کے گھر میں آنے کی اجازت مانگی اور انہیں اندر آنے کی اجازت دے دی گئی۔ لہٰذا مکان کے اندر داخل ہوئے اور سلام کر کے بیٹھ گئے۔ بیٹھ کر حضرت عباسؓ حضرت عمرؓ سے کہنے لگے (یا امیر المؤمنین آپ) میرے اور اس غلط گو، گنہگار، بدعہد اور خائن (علیؓ) کے درمیان فیصلہ کر دیجئے۔ اس کے بعد وہ دونوں ایک دوسرے کو بُرا بھلا کہنے لگے، ان دونوں کا یہ

جھگڑا دیکھ کر حضرت عثمانؓ اور ان کے ساتھیوں نے کہا یا امیر المومنین ان دونوں کے درمیان فیصلہ کر ہی دیجئے۔ اور فیصلہ کر کے ایک دوسرے کو راحت پہنچایئے اور انہیں اس الجھن سے نجات دلایئے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اچھا ٹھہرو میں ان دونوں کے درمیان فیصلہ کرتا ہوں تو پھر سنو میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں کیا تم یہ جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا۔ ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔ حضرت عمرؓ کی یہ بات سن کر ان سب صحابہ کرامؓ نے کہا بے شک رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی فرمایا تھا۔ پھر حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ سے پوچھا میں تمہیں بھی اللہ کی قسم دیتا ہوں بتاؤ کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا تھا یا نہیں؟ ان دونوں نے بھی کہا بے شک رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ نے کہا اب میں تم دونوں سے اس مال کے معاملہ میں گفتگو کرتا ہوں جو مال فے میں سے (جو بنو نضیر سے ملا تھا) اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر رسول اللہ ﷺ کو عطا فرمایا تھا اور اس مال کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں سے فرمایا:۔

وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

(سورۃ حشر آیت نمبر ۶، سورۃ نمبر ۵۹)

اور وہ چیز جو اللہ نے اپنے رسول کو عطا کی جس پر نہ تم نے گھوڑے دوڑائے نہ سوار (وہ رسول ہی کے لئے مخصوص ہے) اللہ اپنے رسولوں کو جس پر چاہتا ہے بغیر جنگ کے ہی تسلط دیدیتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

(یہ آیت مبارکہ تلاوت کرنے کے بعد) حضرت عمرؓ نے فرمایا (اس آیت سے معلوم ہوا) یہ مال رسول اللہ ﷺ کے لئے مخصوص تھا پھر بھی اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ

نے اس مال کو اپنی ذات پر ہی صرف نہیں کیا بلکہ تمہیں بھی دیتے رہے۔ اور نہ آپؐ نے یہ کہا کہ سارا مال تمہیں دے دیا ہو (اپنے لئے کچھ نہ رکھا ہو) رسول اللہ ﷺ نے اس مال میں سے تم سب کو دیا اور بہت کچھ تم لوگوں میں تقسیم بھی کر دیا یہاں تک کہ (تھوڑا سا) مال باقی رہ گیا۔ اس مال میں سے رسول اللہ ﷺ اپنے گھر والوں کا سال بھر کا خرچ لے لیا کرتے تھے اور اس کے بعد جو مال بچتا تھا اُسے اللہ کے راستہ میں خرچ کر دیا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ زندگی بھر ایسا ہی کرتے رہے۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ نے فرمایا میں تم سے اللہ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کیا تم اس بات سے واقف نہیں ہو؟ موجود سب صحابہؓ نے کہا ہاں اے امیر المومنین آپ نے جو کچھ فرمایا وہ بالکل سچ ہے۔ پھر حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ سے مخاطب ہو کر کہا میں تمہیں اللہ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کیا تم بھی اس بات سے واقف نہیں ہو؟ ان دونوں نے بھی کہا ہاں ہم واقف ہیں، آپ نے جو کچھ فرمایا وہ بالکل سچ ہے۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ نے فرمایا پھر اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو وفات دی اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ بنے، انہوں نے بھی (رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے) اس مال کو اُسی طرح خرچ کیا، جس طرح رسول اللہ ﷺ خرچ کرتے تھے۔ (اس کے بعد حضرت عمرؓ نے حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا) یہ سب کچھ جانتے ہوئے تم دونوں پھر بھی حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس آئے اور (اے عباسؓ) تم اپنے بھتیجے (نبیؐ) کا ورثہ مانگتے تھے اور اے علیؓ تم اپنی بیوی (فاطمہؓ) کا حصہ مانگتے تھے جس کے جواب میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے پھر وہی فرمان رسول ﷺ سنایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا، ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔ (اے عباسؓ اور علیؓ) کیا تم دونوں نے انہیں غلط گو، گنہگار، بدعہد اور خائن سمجھا؟ اللہ جانتا ہے کہ وہ اس میں بے شک سچے، نیکوکار، ہدایت یافتہ اور تابع حق

تھے۔ پھر اللہ نے ابوبکرؓ کو وفات دی اُن کے بعد پھر میں خلیفہ بنا۔ میں بھی رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے اس مال کو دو سال تک اسی طرح خرچ کرتا رہا جس طرح رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ خرچ کرتے تھے۔ کیا تم مجھے غلط گو، گنہگار، بدعہد اور خائن سمجھتے ہو؟ حالانکہ اللہ جانتا ہے کہ میں بے شک اس مال کے خرچ کرنے میں سچا، نیکو کار، ہدایت یافتہ اور حق کا تابع ہوں۔ میری خلافت کے دو سال گذرنے کے بعد تم دونوں پھر میرے پاس آئے اور مجھ سے اسی سلسلہ میں گفتگو کی۔ تم دونوں کی بات ایک ہی تھی، تم دونوں کا معاملہ ایک تھا، اے عباس تم اپنے بھتیجے (نبیؐ) کے مال میں سے مجھ سے ورثہ طلب کرتے تھے اور علیؓ اپنی بیوی (فاطمہؓ) کا ورثہ طلب کرتا تھا۔ میں نے بھی تم سے کہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان مبارک ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔ اس کے باوجود میں نے اس بات کو مناسب سمجھا کہ اس مال کو تمہاری تحویل میں دیدوں، میں نے تم سے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں اس مال کو اس شرط پر تمہارے حوالہ کردوں کہ اللہ کے عہد اور میثاق پر کاربند رہتے ہوئے اس مال کو اسی طرح خرچ کروگے جس طرح رسول اللہ ﷺ نے، حضرت ابوبکرؓ نے اور میں نے اپنی خلافت میں اب تک خرچ کیا ہے۔ تو تم دونوں نے کہا اس مال کو ہمارے حوالہ کردو ہمیں یہ شرط منظور ہے۔ اس لئے میں نے اس شرط پر اس مال کو تمہارے حوالہ کردیا۔ پھر حضرت عمرؓ نے حاضرین کو مخاطب کرکے کہا میں تم سے اللہ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کیا میں نے یہ مال ان دونوں کو اس شرط پر نہیں دیا تھا؟ سب لوگوں نے کہا ہاں اسی شرط پر دیا تھا۔ پھر حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کو مخاطب کرکے کہا میں تم دونوں سے اللہ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کیا میں نے یہ مال اس شرط پر تمہارے حوالہ نہیں کیا تھا؟ ان دونوں نے کہا ہاں اسی شرط پر یہ مال ہمارے حوالہ کیا تھا تو حضرت عمرؓ نے کہا تو کیا اب تم مجھ سے اس کے خلاف فیصلہ کرانا چاہتے ہو؟ اللہ کی قسم جس

کے حکم سے زمین و آسمان قائم ہیں، میں قیامت تک اس معاملہ میں اس کے خلاف فیصلہ نہیں کروں گا۔ اگر تم دونوں اس مال کے انتظام چلانے سے عاجز ہو گئے ہو تو یہ مال مجھے واپس کر دو، میں تمہاری طرف سے اس کے انتظام چلانے کے لئے کافی ہوں۔

ماخذ: صحیح بخاری کتاب فرض الخمس عن مالک بن اوس حدیث نمبر ۳۰۹۴۔ وکتاب المغازی باب حدیث بنی نضیر حدیث نمبر ۴۰۳۳۔ وکتاب النفقات حدیث نمبر ۵۰۵۸۔ وکتاب الفرائض حدیث نمبر ۶۷۲۸۔ وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب حکم الفئی۔

تبصرہ: جناب حیدری صاحب اگر آپ جیسا کوئی شخص اس پورے قصے کو پڑھ کر یہ کہنے لگے کہ حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ مال کے مقابلہ میں رسول اللہ ﷺ کے فرمان مبارک کو کوئی اہمیت نہیں دیتے تھے کیونکہ بار بار ان دونوں کو رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان مبارک سنایا گیا کہ آپؐ نے فرمایا ہمارے مال کی وراثت نہیں ہوتی، ہم جو مال چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔ اس کے باوجود پہلے حضرت ابو بکر صدیقؓ سے پھر حضرت عمرؓ سے وراثت طلب کرتے رہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ دونوں مال و دولت کے بڑے حریص تھے کیونکہ مال کے حرص میں دونوں ایک دوسرے کو بُرا بھلا بھی کہہ دیا کرتے تھے۔ مال کی حرص میں آپس کی محبت بھی ختم ہو جاتی تھی۔ حیدری صاحب بتائیں کیا ان دونوں ہستیوں کے متعلق ایسی باتیں کرنا درست ہیں؟ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ نہیں، ہرگز نہیں۔ گذری ہوئی تمام بزرگ ہستیوں کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔ ہم ان کا فیصلہ کرنے والے کون ہوتے ہیں اور نہ ہی گذرے ہوئے لوگوں کے متعلق ہم سے سوال ہوگا۔ ہم سے تو ہمارے اپنے اعمال کا سوال ہوگا کہ تم نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کی یا نہیں؟ اس لئے گذرے ہوئے بزرگ ہستیوں کی فکر کو چھوڑ دیں اور ہم اپنے اعمال کی فکر کریں۔

غلط بیانی نمبر (۱۱) حیدری صاحب اپنی کتاب کے صفحہ نمبر (۱۳۰) پر لکھتے ہیں کہ:۔

قرآنی قانون وراثت، انبیاء اور غیر انبیاء سب کے لئے ہے لہٰذا قانون وراثت صرف غیر انبیاء کے ساتھ مخصوص نہیں مگر نہ معلوم کہ حضرت ابو بکرؓ کو کب رسول اللہ ﷺ نے خصوصی طور پر بتایا تھا۔

الجواب: حیدری صاحب بعض قرآنی قانون نبی اور غیر نبی کے لئے الگ الگ بھی ہوتا ہے۔ مثلاً سورۃ نساء کی آیت نمبر ۳ میں قرآن کا قانون یہ ہے کہ ہر شخص بیک وقت نکاح میں چار بیویاں رکھ سکتا ہے۔ قرآن کے اس قانون پر ساری اُمت کا اجماع ہے کہ کوئی شخص بیک وقت نکاح میں چار بیویوں سے زیادہ نہیں رکھ سکتا۔ لیکن صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے نکاح میں بیک وقت نو بیویاں تھیں اور اُن کے نام یہ ہیں:۔

(۱) حضرت عائشہؓ۔ (۲) حضرت سودہؓ۔ (۳) حضرت حفصہؓ۔ (۴) حضرت اُم سلمہؓ۔
(۵) حضرت زینبؓ۔ (۶) حضرت جویریہؓ۔ (۷) حضرت صفیہؓ۔ (۸) حضرت میمونہؓ۔
(۹) حضرت اُمّ حبیبہؓ۔

حیدری صاحب اب آپ بتائیں کہ قرآن کا قانون نبی اور غیر نبی کے لئے الگ الگ ہے یا نہیں؟ باقی رہا آپ کا یہ اعتراض کہ حضرت ابو بکرؓ کو کب رسول اللہ ﷺ نے خصوصی طور پر بتایا تھا۔

جناب حیدری صاحب یہ خصوصی طور پر نہیں بتایا گیا بلکہ آپؐ نے علی الاعلان فرمایا تھا۔ ثبوت ملاحظہ فرمائیں:۔

ایک روز کا واقعہ ہے کہ خلیفۃ المسلمین حضرت عمرؓ اپنے گھر میں تشریف فرما تھے اور آپ کے پاس حضرت عثمانؓ، حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت سعد بن

وقاصؓ، حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ بھی بیٹھے ہوئے تھے تو حضرت عمرؓ نے ان سب سے مخاطب ہو کر فرمایا: میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں، کیا تم یہ جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم جو کچھ بھی چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔ حضرت عمرؓ کی یہ بات سن کر ان تمام صحابہ کرامؓ نے کہا بے شک رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی فرمایا تھا۔

(ماخذ: صحیح بخاری و صحیح مسلم مکمل حوالہ پہلے گذر چکا ہے)

حضرت کثیر بن قیسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابو درداءؓ کے پاس دمشق کی جامع مسجد میں بیٹھا تھا کہ ایک آدمی نے آ کر کہا یا ابو درداءؓ میں آپ کے پاس رسول اللہ ﷺ کے شہر سے ایک حدیث سننے کے لئے آیا ہوں، جس کے متعلق مجھے معلوم ہوا کہ آپ اُسے اللہ کے رسول ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔ میں کسی اور کام و ضرورت کے لئے نہیں آیا۔

تو حضرت ابو درداءؓ نے فرمایا کہ:۔

قَالَ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ......... وَاِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ، وَاِنَّ الْاَنْبِیَاءَ لَمْ یُوَرِّثُوْا دِیْنَارًا وَّلَا دِرْھَمًا، وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ اَخَذَہٗ اَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ۔

(ابوداؤد کتاب العلم باب فی فضل العلم سند صحیح)

میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ آپؐ نے فرمایا بے شک علما نبیوں کے وارث ہیں۔ اور انبیاء نے درہم و دینار کی وراثت نہیں چھوڑی بلکہ ان کی وراثت صرف علم تھا۔ پس جس نے علم حاصل کیا اُس نے ایک وافر حصہ حاصل کر لیا۔

لیجئے! حیدری صاحب اس مسئلہ کا تو سب صحابہ کرامؓ کو علم تھا۔ آپ حسد کی بنا پر حضرت ابو بکر صدیقؓ پر الزام لگا رہے ہیں۔

غلط بیانی نمبر (۱۲) حیدری صاحب اپنی کتاب کے صفحہ نمبر (۱۴۳) پر لکھتے ہیں کہ:۔

لانورث والی حدیث جعلی ہے۔

الجواب: میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ حضرت عمرؓ نے دوسرے چار صحابہؓ گواہوں کی موجودگی میں حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کو اللہ کی قسم دیکر پوچھا کہ لانورث والی حدیث جعلی ہے یا صحیح ہے۔تو چار صحابہؓ کی موجودگی میں ان دونوں نے اس حدیث کو صحیح فرمایا۔حیدری صاحب اب آپ بتائیں کہ اس حدیث کو جعلی لکھ کر آپ حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ پر کیا فتویٰ لگا رہے ہیں؟ ذرا تعصب کی عینک اتار کر ٹھنڈے دل سے غور کریں تو بات آپکی سمجھ میں آجائے گی۔

غلط بیانی نمبر (۱۳) حیدری صاحب اپنی کتاب کے صفحہ نمبر (۱۴۳) پر سورۃ حشر کی آیت نمبر ۷ لکھتے ہیں کہ:۔

(ترجمہ) جو مال اہل قریٰ (بستیوں والوں) سے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو دلایا وہ (مال) اللہ کے لئے ہے اور رسولؐ کے لئے اور ذوالقربیٰ کے لئے ہے۔

حیدری صاحب لکھتے ہیں کہ اس آیت کے مطابق حضرت فاطمہؓ اس مال کی حقدار تھی۔

الجواب: حیدری صاحب اس فرمان الٰہی پر رسول اللہ ﷺ نے بالکل عمل کیا کہ اس مال سے آپؐ اپنا خرچہ بھی چلاتے تھے اور اپنے قرابت داروں پر بھی خرچ کرتے تھے اور اللہ کے راستہ میں بھی خرچ کرتے تھے اور اسی سنت رسولؐ پر خلفاء نے بھی عمل کیا۔ ہر خلیفہ اس مال میں سے اپنا خرچ بھی چلاتا تھا اور رسول اللہ ﷺ کے قرابت داروں پر بھی خرچ کرتا تھا اور اللہ کے راستہ میں بھی خرچ کرتا تھا۔لیکن حیدری صاحب آپکی سمجھ میں یہ بات نہ آئی۔

غلط بیانی نمبر (۱۴) حیدری صاحب اپنی کتاب کے صفحہ نمبر (۱۳۱) پر لکھتے ہیں کہ:۔

ام المومنین عائشہؓ جس حجرے میں تھیں وہ بھی تو رسول اللہ ﷺ کی ملکیت تھا مگر ازواج کے بارے میں حدیث لانورث پر عمل ہی نہیں ہوا۔

الجواب: حیدری صاحب آپ نے جو لکھا ہے کہ حضرت عائشہؓ کا حجرہ رسول اللہ ﷺ کی ملکیت تھا۔ حیدری صاحب آپکو معلوم ہونا چاہیئے کہ رسول اللہ ﷺ اس اپنی ملکیت میں ہی آرام فرما رہے ہیں، کسی اور کو نہیں دی گئی۔ باقی رہا وہ مال جو آپ چھوڑ گئے تھے تو اس مال میں سے حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ، حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ بھی آخری وقت تک فائدہ اٹھاتے رہے۔

غلط بیانی نمبر (۱۵) حیدری صاحب اپنی کتاب کے صفحہ نمبر (۳۹) پر لکھتے ہیں کہ:۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جس پر میں غضبناک اس پر اللہ غضبناک اور جس پر فاطمہؓ غضبناک اس پر میں غضبناک اور جناب سیدہ فاطمہ زہرا حضرت ابوبکر پر غضبناک رہیں۔

الجواب: حیدری صاحب رسول اللہ ﷺ نے غضبناک والے الفاظ کس موقع پر فرمائے تھے وہ پوری حدیث ملاحظہ فرمائیں:۔

عَنِ الْمِسْوَرَابْنَ مَخْرَمَةَ اَخْبَرَهُ اَنَّ عَلِيَّ ابْنَ اَبِيْ طَالِبٍ خَطَبَ بِنْتَ اَبِيْ جَهْلٍ وَّعِنْدَهٗ فَاطِمَةُ بِنْتُ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِذٰلِكَ فَاطِمَةُ اَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ لَهٗ اِنَّ	حضرت مسور بن مخرمہؓ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ بن ابی طالب نے ابوجہل کی بیٹی کو نکاح کا پیغام بھیجا اور علیؓ کے نکاح میں حضرت فاطمہؓ بنت نبی ﷺ موجود تھیں۔ جب حضرت فاطمہؓ نے یہ خبر سنی تو وہ نبی ﷺ کے پاس

قَوْمُکَ یَتَحَدَّثُوْنَ اَنَّکَ لَا تَغْضَبُ لِبَنَاتِکَ وَھٰذَا عَلِیٌّ نَاکِحَانِ ابْنَۃَ اَبِیْ جَھْلٍ۔

(صحیح مسلم، کتاب فضائل، باب من فضائل فاطمہؓ)

آئیں اور عرض کیا (اے ابا جان) آپ کی قوم کے لوگ کہتے ہیں کہ آپ اپنی بیٹیوں کے بارے میں غضب میں نہیں ہوتے اور یہ علیؓ ہیں جو ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کرنے والے ہیں۔

مزید تفصیل ملاحظہ فرمائیں:۔

قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ وَھُوَ عَلَی الْمِنْبَرِ..... اَنْ یُّنْکِحُوْا ابْنَتَھُمْ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ فَلَا اٰذَنُ ثُمَّ لَا اٰذَنُ ثُمَّ لَا اٰذَنُ اِلَّا یُرِیْدَ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ اَنْ یُّطَلِّقَ ابْنَتِیْ وَیَنْکِحَ ابْنَتَھُمْ۔ فَاِنَّمَا ھِیَ بَضْعَۃٌ مِّنِّیْ یُرِیْبُنِیْ مَا اَرَابَھَا وَیُؤْذِیْنِیْ مَا اٰذَاھَا ھٰکَذَا قَالَ۔

(صحیح بخاری حدیث نمبر ۵۲۳۰)

وفی رواتہ

فَمَنْ اَغْضَبَھَا اَغْضَبَنِیْ۔

(صحیح بخاری حدیث نمبر ۳۷۱۴)

(حضرت مسورؓ نے کہا کہ حضرت فاطمہؓ کی) یہ شکایت سُن کر رسول اللہ ﷺ ممبر پر تشریف لائے اور یہ اعلان کیا کہ ابو جہل نے اپنی بیٹی کا نکاح علی بن ابی طالب سے کرنے کی مجھ سے اجازت مانگی ہے لیکن میں انہیں ہرگز اجازت نہیں دوں گا، یقیناً میں اس کی اجازت نہیں دوں گا۔ البتہ اگر علی میری بیٹی کو طلاق دے کر (ابو جہل) کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہیں (تو کرلیں) کیونکہ (فاطمہ) میرے جگر کا ٹکڑا ہے جو اس کو بُرا لگے گا وہ مجھ کو بھی بُرا لگتا ہے اور جس چیز سے اسے تکلیف پہنچتی ہے اس سے مجھے بھی تکلیف پہنچتی ہے۔

وفی روایۃ

وَاللّٰہِ لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَبِنْتُ عَدُوِّاللّٰہِ فَکَانَا وَاحِدًا اَبَدًا۔

(صحیح بخاری حدیث نمبر ۳۱۱۰ صحیح مسلم کتاب الفضائل)

جس نے (فاطمہؓ) کو غضبناک کیا اس نے مجھے غضبناک کیا۔ آپؐ نے فرمایا اللہ کی قسم اللہ کے رسول کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک شخص کے نکاح میں جمع نہیں ہو سکتیں۔

تبصرہ: حیدری صاحب غور کریں، یہاں پر تو مسئلہ کچھ اور ہے تمام روایتیں ملا کر مسئلہ یہ نکلا کہ حضرت علیؓ کا ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کرنے پر حضرت فاطمہؓ نے حضرت علیؓ پر غضبناک ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس علیؓ کی شکایت لگائی اور حضرت علیؓ کا ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کا ارادہ سُن کر رسول اللہ ﷺ غضبناک ہو کر ممبر پر چڑھے اور حضرت علیؓ کو ڈانٹتے ہوئے فرمایا کہ اے علیؓ اگر تم ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتے ہو تو پھر میری بیٹی فاطمہؓ کو طلاق دے دے کیونکہ میری بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک شخص کے نکاح میں نہیں رہ سکتیں۔ اے علیؓ تو نے ابو جہل کی بیٹی کو نکاح کا پیغام بھیج کر میری بیٹی کو ایذا پہنچائی اور غضبناک کیا ہے، جس نے میری بیٹی فاطمہؓ کو ایذا پہنچائی اور غضبناک کیا اُس نے مجھے ایذا پہنچائی اور غضبناک کیا اور جس نے مجھے ایذا پہنچا کر غضبناک کیا اس نے اللہ کو غضبناک کیا۔

حیدری صاحب اب بتائیں آپ حضرت علیؓ پر کیا فتویٰ لگائیں گے؟

حیدری صاحب آپ نے جواپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۱۳۵ پر لکھا ہے کہ:۔

کوئی بھی ہو جن پر جناب فاطمہؓ ناراض ہے وہ جنت میں نہیں جائے گا تو پھر حیدری صاحب آپ نے اوپر پڑھا کہ حضرت علیؓ پر فاطمہؓ بھی سخت ناراض ہوئی اور رسول اللہ ﷺ بھی سخت ناراض ہوئے۔ اب آپ بتائیں کہ حضرت علیؓ پر کیا فتویٰ لگائیں گے؟ کہ حضرت علیؓ جنت میں

جائے گا یا نہیں؟

حیدری صاحب، میرا آپ کو خیر خواہانہ مشورہ ہے کہ صحابہ کرامؓ پر فتوے لگانے کی بجائے آپ اپنے آپ کو دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کے عذاب اور غضب سے بچانے کی فکر کریں۔ پیٹ تو اللہ پرندوں کا بھی بھرتا ہے۔ باقی رہا مسئلہ حضرت فاطمہؓ کا حضرت ابو بکرؓ سے اپنے والد کی میراث مانگنے کا، اس کی بھی اصل حقیقت ملاحظہ فرمائیں:۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت فاطمہؓ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پاس آئیں اور رسول اللہ ﷺ کے متروکہ اموال یعنی فدک وغیرہ میں سے اپنا حصہ طلب کیا تو حضرت ابو بکرؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے ہماری میراث نہیں ہوتی، ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔ البتہ آل محمدؐ کے اخراجات اسی مال میں سے پورے کئے جائیں گے۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا میں اُس کام کو نہیں چھوڑ سکتا جس کام کو رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے۔ میں وہی کروں گا جو آپ کرتے تھے (یعنی اس ترکہ کو اسی طرح خرچ کروں گا جس طرح رسول اللہ ﷺ خرچ کرتے تھے) کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں آپ کی کسی سُنت کو چھوڑ دوں تو گمراہ ہو جاؤں گا۔ یہ سُن کر حضرت فاطمہؓ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پاس سے چلی آئیں اور پھر اس سلسلہ میں اُن سے کوئی بات نہیں کی (کیونکہ انہیں اطمینان ہو گیا کہ ان کو اس مال میں سے حسب دستور ملتا رہے گا۔ ان کی کسی قسم کی حق تلفی نہیں ہوگی)۔

(ماخذ:۔ صحیح بخاری، کتاب فرض خمس و کتاب المغازی و کتاب فرائض)

تبصرہ: حضرت فاطمہؓ کے حضرت ابو بکرؓ سے ترک کلام کو بعض لوگ بڑی رنگ آمیزی سے بیان کرتے ہیں۔ حالانکہ ترک کلام سے مراد وہی ہے جو ہم نے اوپر نقل کیا ہے۔ یعنی ورثہ کی تقسیم کے سلسلہ میں انہوں نے حضرت ابو بکر صدیقؓ سے پھر کوئی بات نہیں کی۔

غلط بیانی نمبر(۱۶) حیدری صاحب اپنی کتاب کے صفحہ نمبر (۱۱۳) پر نبی ﷺ کی بیویوں کو گنہگار ثابت کرنے کے لئے سورۃ احزاب کی آیت نمبر (۳۰) لکھتے ہیں کہ:۔

(ترجمہ) اے نبی کی بیبیوں تم میں سے جو کسی صریح برائی کا ارتکاب کرے گی اس کے لئے دوگنا عذاب ہوگا اور اللہ کے لئے ایسا کرنا آسان ہے۔

الجواب: نبی ﷺ کی بیویوں کی شان اللہ تعالیٰ کے ارشاد مبارک سے ہی ملاحظہ فرمائیں:۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ۔ (سورۃ احزاب ۳۲)	اے نبی کی بیویو تم کسی عام عورت کے مثل نہیں ہو۔

اس کے بعد والی آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا۔ (سورۃ احزاب، آیت نمبر ۳۳)	اے نبی کی اہل بیت (یعنی نبی کی بیویو) اللہ نے تو یہ ارادہ کرلیا ہے کہ تم سے ناپاکی کو دور کردے اور تمھیں بالکل پاک و صاف کردے۔

تبصرہ: پہلی بات تو یہ کہ آیت بالا سے بغیر کسی شک وشبہ اور بغیر کسی تاویل کے یہ بات ثابت ہوگئی کہ اس آیت مبارکہ میں اہل بیت سے مراد صرف ازواج مطہرات ہیں، آیۂ تطہیر میں مذکر کا صیغہ ازواج مطہرات کی حرمت کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔اس کے علاوہ حضرت ابراہیمؑ کی زوجہ مطہرہ کے لئے بھی اہل بیت اور مذکر کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔ثبوت ملاحظہ فرمائیں:۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ (سورۃ ہود آیت نمبر ۷۳)	(فرشتوں نے حضرت ابراہیمؑ کی زوجہ مطہرہ کو مخاطب کر کے کہا) کیا تم اللہ کے حکم پر تعجب کرتی ہو اے اہل بیت تم پر تو اللہ کی رحمت اور برکت ہے۔ بے شک اللہ تعریف والا، بزرگی والا ہے۔

اسی آیہ تطہیر کی بنیاد پر تمام مسلمین رسول اللہ ﷺ کی بیویوں کو ازواج مطہرات کہتے ہیں۔لہٰذا یہ ثابت ہو گیا کہ اس آیت مبارکہ میں اہل بیت سے مراد صرف رسول اللہ ﷺ کی بیویاں ہی ہیں۔اسی لئے جب آپؐ اپنی بیویوں کے پاس جاتے تو انہیں اہل بیت ہی کہہ کر مخاطب ہوتے۔مثلاً حضرت زینب بنت جحشؓ سے نکاح کرنے کے بعد دوسرے دن جب رسول اللہ ﷺ تمام بیویوں کے پاس تشریف لے گئے تو ہر ایک بیوی کو آپؐ نے اس طرح سلام کیا:۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ	اے اہل بیت تم پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت۔

سلام کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ہر بیوی سے فرمایا:۔

كَيْفَ اَنْتُمْ يَا اَهْلَ الْبَيْتِ۔ (صحیح مسلم کتاب النکاح حدیث نمبر)	اے اہل بیت! تمہارے مزاج کیسے ہیں۔

مندرجہ بالا آیات اور احادیث سے یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ اہل بیت سے مراد نبی ﷺ کی بیویاں ہیں اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ بیویوں کے لئے مذکر کا صیغہ استعمال ہو سکتا ہے۔

دوسری بات یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا کہ اے نبی کی بیویو تم میں سے جو

کسی صریح برائی کا ارتکاب کرے گی اس کے لئے دوگنا عذاب ہوگا۔ اس سے مراد یہ نہیں کہ معاذ اللہ اُن سے کوئی صریح برائی ہوگئی تھی بلکہ یہ الفاظ اللہ تعالیٰ نے بطور تنبیہ نہیں بلکہ بطور نصیحت فرمائے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔
(سورۃ زمر آیت نمبر ۶۵، سورۃ نمبر ۳۹)

(اے رسولؐ) اگر تم نے شرک کیا تو تمہارے سارے اعمال برباد ہو جائیں گے اور تم یقیناً نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔

اس آیت مبارک سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ معاذ اللہ رسول اللہ ﷺ نے شرک کیا تھا یا کرنے کا ارادہ تھا۔ اصل میں اللہ اپنے نبی کو مخاطب کر کے عام لوگوں کو یہ بات سمجھانا چاہتا ہے کہ شرک ایسا بُرا عمل ہے اگر نبی بھی شرک کرے تو اسکے بھی تمام اعمال برباد ہو جائیں۔ اس لئے شرک سے بچو اس کے قریب بھی نہ جاؤ، شرک نا قابل معافی گناہ ہے۔ ہمارا (یعنی جماعت المسلمین) کا یہ عقیدہ ہے کہ شرک تو دور کی بات ہے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو نبوت ملنے سے پہلے بھی اور نبی بننے کے بعد بھی ہر قسم کے گناہ سے محفوظ رکھا ہے۔

ثبوت ملاحظہ فرمائیں:۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا۔ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا۔
(سورۃ فتح آیت نمبر ۱-۲، سورۃ نمبر ۴۸)

(اے رسولؐ) ہم نے آپ کو روشن فتح عنایت فرمائی تا کہ اللہ آپکو نبوت سے پہلے بھی اور بعد میں بھی ہر قسم کے گناہ سے محفوظ رکھے اور آپ پر اپنی ہر قسم کی نعمت پوری کر دے اور آپ کو سیدھے راستہ پر چلا کر منزل مقصود پر پہنچا دے۔

جس طرح اس مذکورہ بالا آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو ہر قسم کے گناہ سے محفوظ رکھا بالکل اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی بیویوں کو بھی ہر قسم کی ناپاکی سے محفوظ رکھا کیونکہ نبی کی بیویاں کوئی عام عورتیں نہیں ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی بھی حفاظت کی اور اپنے نبی کی بیویوں کی بھی حفاظت کی۔

نبی کی بیویوں سے حضرت فاطمہؓ کی محبت

فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَیْ بُنَیَّةُ اَلَسْتِ تُحِبِّیْنَ مَا اُحِبُّ فَقَالَتْ بَلٰی. قَالَ فَاَحِبِّیْ هٰذِهٖ.

(صحیح بخاری کتاب الہبہ حدیث نمبر ۲۵۸۱ (الفاظ کے رد و بدل کے ساتھ) صحیح مسلم کتاب فضائل)

رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ سے فرمایا:۔ اے میری بیٹی کیا تم اس سے محبت نہیں کروگی؟ جس سے میں محبت کرتا ہوں؟ حضرت فاطمہؓ نے کہا، ہاں کیوں نہیں کروں گی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو پھر تم اُن سے (یعنی حضرت عائشہؓ سے) محبت کیا کرو۔

لیجئے! حیدری صاحب غور کریں کہ نبی کی بیویوں سے تو خود رسول اللہ ﷺ بھی محبت کرتے تھے اور حضرت فاطمہؓ کو بھی حکم فرمایا کہ تم بھی اُن سے محبت کیا کرو۔ جس سے رسول اللہ ﷺ اور حضرت فاطمہ محبت کریں۔ اُن سے یقیناً اللہ تعالیٰ بھی محبت کرے گا۔ تو حیدری صاحب اب آپ بتائیں کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت فاطمہؓ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے۔

غلط بیانی نمبر (۱۷) حیدری صاحب اپنی کتاب کے صفحہ نمبر (۱۱۲) پر لکھتے ہیں کہ:۔

آنحضرت ﷺ کی ازواج نے ایک وقت دیکھا کہ لوگ آسودہ ہو گئے

ہیں اور راحت و آرام کی زندگی گزارنے لگے ہیں۔ مگر خود مشکلات میں مبتلا ہیں اور گھر میں فقر و فاقہ ہے تو انہوں نے آنحضرت ﷺ سے مطالبہ کیا کہ ہمیں مزید نان و نفقہ دیا جائے اور راحت کے وسائل فراہم کیے جائیں۔ ازواج کا یہ مطالبہ رسول پاک ﷺ پہ شاق گزرا آپؐ ناراض ہوئے تو سورۃ احزاب کی آیت نمبر ۲۸۔۲۹ نازل ہوئیں۔

الجواب: جناب حیدری صاحب اگر یہی مطالبہ حضرت فاطمہؓ کریں تو آپ اُن پر کیا فتویٰ لگائیں گے؟ ملاحظہ فرمائیں:۔

حضرت فاطمہؓ چکی پیسا کرتی تھیں، چکی پیستے پیستے انہیں کچھ تکلیف ہوگئی۔ ان ہی ایام میں رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک لونڈی کہیں سے آئی ہوئی تھی۔ حضرت فاطمہؓ اس لونڈی کو مانگنے کے لئے رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لے گئیں۔ رسول اللہ ﷺ اُس وقت گھر میں نہیں تھے۔ حضرت فاطمہؓ نے اپنے آنے کا مقصد حضرت عائشہؓ سے بیان کردیا اور واپس چلی آئیں۔ جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو حضرت عائشہؓ نے حضرت فاطمہؓ کے آنے کا ذکر آپؐ سے کیا۔ تو رسول اللہ ﷺ حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لے گئے۔ اس وقت حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ اپنے بستر پر لیٹ چکے تھے۔ حضرت علیؓ اُٹھنے لگے تو آپؐ نے فرمایا دونوں اپنی اپنی جگہ پر رہو (انہوں نے حکم کی تعمیل کی) رسول اللہ ﷺ ان دونوں کے درمیان جا کر بیٹھ گئے اور فرمایا کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جو اس سے بہتر ہے جس چیز کا تم نے مطالبہ کیا ہے (وہ یہ کہ) جب تم بستر پر لیٹا کرو تو ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر، ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ اور ۳۳ مرتبہ الحمد اللہ کہہ لیا کرو۔ یہ تمہارے لئے خادم سے بہتر ہے۔

(ماخذ:۔ صحیح بخاری ابواب مناقب علیؓ حدیث نمبر ۳۷۰۵ و صحیح مسلم کتاب الذکر)

حیدری صاحب غور کریں! جس طرح حضرت فاطمہؓ نے راحت و آرام کے لئے ایک خادم لونڈی کا مطالبہ کیا تھا بالکل اسی طرح نبی ﷺ کی بیویوں نے بھی راحت و

آرام کے لئے نان ونفقہ کا مطالبہ کیا۔جس طرح رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کو خادم کی بجائے تسبیح بتادی بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ نے سورۃ احزاب کی آیت نمبر ۲۹ میں نبی ﷺ کی بیویوں سے فرمایا:۔

(اے نبی کی بیویو) نان ونفقہ کی بجائے اگر تم اللہ،اس کے رسول اور روز آخرت کی طلبگار رہو تو یقیناً اللہ نے تم میں سے نیکوکاروں کے لئے اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔

لہٰذا حیدری صاحب مسئلہ دونوں کا ایک ہی ہے۔اب آپ جو رائے نبی ﷺ کی بیویوں کے بارے میں دیں گے وہی رائے حضرت فاطمہؓ کے لئے ہوگی۔فیصلہ آپ خود کرلیں۔

غلط بیانی نمبر (۱۸) حیدری صاحب کی کتاب کے صفحہ نمبر (۱۱۲) پر مذکورہ بالا تحریر میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ نان ونفقہ کے مطالبہ پر نبی ﷺ اپنی بیویوں سے ناراض ہو گئے۔اس تحریر کے بعد حیدری صاحب یہ کہنا شروع نہ کردیں کہ جس سے نبی ﷺ ناراض ہوتا ہے اس سے اللہ بھی ناراض ہو جاتا ہے کیونکہ نبی ﷺ اپنی بیویوں سے ناراض ہوئے تو اللہ تعالیٰ بھی ان سے ناراض ہو گیا۔جس سے اللہ اور اس کا رسولؐ ناراض ہو جائیں وہ جنت میں کیسے جا سکتا ہے۔حیدری صاحب کی اس غلط بیانی کا جواب بھی ملاحظہ فرمائیں:۔

الجواب: ایک دن رسول اللہ ﷺ حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لے گئے لیکن (گھر کے اندر داخل نہیں ہوئے بلکہ) دروازے پر ہی سے واپس آگئے۔جب حضرت علیؓ گھر آئے تو حضرت فاطمہؓ نے اس بات کا ذکر ان سے کیا۔یہ سن کر حضرت علیؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور واپس آنے کا سبب پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

میں نے اُن کے دروازہ پر ریشمی پردہ دیکھا تو میں نے کہا "مجھے دنیا سے کیا مطلب؟

(ماخذ:۔ صحیح بخاری کتاب الھبہ عن ابن عمر حدیث نمبر ۲۶۱۳)

تبصرہ: حضرت فاطمہؓ کے دروازے پر لگا ہوا جو پردہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ ناراض ہو کر دروازے سے ہی واپس آ گئے۔ دروازے پر وہ پردہ یقیناً حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کی آپس کی رضامندی سے ہی لگا ہو گا تو پھر معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ دونوں سے ہی ناراض ہو کر واپس آئے۔ حیدری صاحب اب آپ بتائیں کہ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کے بارے میں آپکی کیا رائے ہے۔ آپ ان دونوں پر کیا فتویٰ لگائیں گے؟ آپ کی جو رائے ان دونوں کے لئے ہوگی وہی رائے رسول اللہ ﷺ کی بیویوں کے لئے ہوگی۔

غلط بیانی نمبر (۱۹) حیدری صاحب اپنی کتاب کے صفحہ نمبر (۳۴) پر لکھتے ہیں کہ:۔

صحیح بخاری کی حدیث نمبر ۲۵۰ میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی برتن میں ساتھ ساتھ غسل کرلیا کرتے تھے۔ حیدری صاحب اس کے بعد لکھتے ہیں کہ میں سوچ میں پڑ گیا کہ آج کل کے ماڈرن دور میں بھی کوئی عورت اپنی سہیلیوں کی محفل میں بیٹھ کر ایسی بات نہیں کر سکتی تو حضرت عائشہؓ کیونکر صحابہؓ کی محفل میں ایسی بات کر سکتی ہیں۔ بھلا کوئی عورت یا مرد بھی اپنے گھر کی پرائیویٹ باتیں باہر کیسے کر سکتے ہیں؟

الجواب: پہلی بات تو یہ کہ حیدری صاحب نے اس حدیث کو بیان کرنے میں ہی غلط بیانی کی ہے کیونکہ حدیث میں تو ہے کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ میں اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی برتن میں غسل کرلیا کرتے تھے لیکن حیدری صاحب نے لکھا ہے کہ ساتھ ساتھ غسل کرلیا

کرتے تھے۔ساتھ ساتھ کے الفاظ حدیث میں نہیں ہیں۔لہٰذا اس سے ثابت ہوا کہ حیدری صاحب نے حضرت عائشہؓ پر جھوٹ بولا بلکہ بہتان لگایا۔

اس کے علاوہ دوسری بات یہ کہ حیدری صاحب یہ پرائیویٹ باتیں نہیں بلکہ دین کے مسائل ہیں جو انہوں نے ہمیں بتا کر ہم پر احسان کیا ہے کیونکہ ابوداؤد اور نسائی میں حدیث مبارکہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ کوئی مرد کسی عورت کے بچے ہوئے پانی سے غسل نہ کرے اور نہ کوئی عورت کسی مرد کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرے۔لہٰذا صحیح بخاری کی مندرجہ بالا حدیث مبارکہ میں حضرت عائشہؓ نے یہ وضاحت فرمادی کہ میاں بیوی ایک دوسرے کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرسکتے ہیں۔اور یاد رہے کہ میاں بیوی کا مسئلہ میاں بیوی ہی بتا سکتے ہیں۔

تو حیدری صاحب اس میں سوچ میں پڑنے کی کیا بات ہے یہ تو ایک دینی مسئلہ تھا جو کہ حضرت عائشہؓ امت کو بتایا اور یہ مسئلہ بتا کر حضرت عائشہؓ نے ہم پر بہت بڑا احسان کیا ہے ورنہ اس مسئلہ کی تلاش آپ کہاں پر کرتے؟

غلط بیانی نمبر (۲۰) حیدری صاحب اپنی کتاب کے صفحہ نمبر (۴۷) پر لکھتے ہیں کہ:۔

اسی طرح ایک اور آیت میرے ذہن میں آئی جس میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا جو رسولؐ دے وہ لے لو اور جس سے روکیں رک جاؤ۔(سورۃ حشر، آیت نمبر ۷)۔مگر اس حدیث قرطاس کے مطابق رسولؐ کچھ لکھ کر دینا چاہتے ہیں مگر حضرت عمرؓ لینے سے انکار کررہے ہیں۔

الجواب: صلح حدیبیہ کے روز جب صلح نامہ پر آپؐ نے محمد رسول اللہ لکھوایا تو

مشرکین مکہ نے اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ صلح نامہ پر محمد رسول اللہ نہیں بلکہ محمد بن عبد اللہ لکھیں تو آپؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا:۔

قَالَ لِعَلِيٍّ امْحُ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ لَا وَاللّٰهِ لَا اَمْحُوْكَ اَبَدًا۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر ۲۶۹۹)	اے علیؓ رسول اللہ کا لفظ مٹا کر (محمد بن عبد اللہ لکھ دو) تو علیؓ نے کہا اللہ کی قسم میں یہ کام نہیں کروں گا۔

حیدری صاحب اب بتائیں کہ حضرت علیؓ نے رسول اللہ ﷺ کے حکم کو ماننے سے انکار کر کے کیا سورۃ حشر کی آیت نمبر ۷ کا انکار کیا؟ نہیں ہرگز نہیں۔ نبی ﷺ کے فرمان کے انکار کرنے کی جو منشاء علیؓ کی تھی وہی منشاء عمرؓ کی تھی۔ حیدری صاحب اب آپ جو فتویٰ علیؓ پر لگائیں گے وہی عمرؓ پر لگے گی۔ فیصلہ آپ خود کریں۔

غلط بیانی نمبر (۲۱) حیدری صاحب اپنی کتاب کے صفحہ نمبر (۱۰۴) پر حضرت حاطبؓ کا ایک واقعہ لکھنے کے بعد لکھتے ہیں کہ:۔

ظاہر ہے کہ حاطب یہ بات اس کے مذکورہ اقدام کے لئے کوئی جواز فراہم نہیں کر سکتے تھے چنانچہ سورۃ ممتحنۃ کی آیت میں حاطب ابن ابی بلتعہ کے اس عمل کی تحت سزا ہوئی۔

الجواب: حیدری صاحب! سورۃ ممتحنۃ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت حاطبؓ کو سزا نہیں سنائی بلکہ "یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا" میں اللہ تعالیٰ اکیلے حضرت حاطبؓ سے مخاطب نہیں ہے بلکہ تمام ایمان والوں سے مخاطب ہو کر اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ نصیحت کی ہے کہ اے ایمان والو تم اس قسم کی غلطی نہ کیا کرو۔ اس کے علاوہ گزارش ہے کہ حیدری صاحب نے حضرت حاطبؓ کا یہ

واقعہ مکمل نہیں لکھا کیونکہ حضرت حاطبؓ کے اس اقدام کا فیصلہ اسی حدیث میں موجود ہے۔

ملاحظہ فرمائیں:۔

جب حضرت حاطبؓ نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اپنے اس قدم اٹھانے کی اپنی مجبوری بیان کی تو اُن کی یہ مجبوری سُن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔ "اِنَّــهٗ قَدْ صَدَقَكُمْ" حاطبؓ نے تم سے سچی بات کی ہے۔حضرت حاطبؓ کی غلطی کا اعتراف سُن کر حضرت عمرؓ نے اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں عرض کی کہ اے اللہ کے رسولؐ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن اُڑا دوں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

اِنَّهٗ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَّمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ اللّٰهَ قَدِ اطَّلَعَ اِلٰى اَهْلِ بَدْرٍ، فَقَالَ: اِعْمَلُوْا مَاشِئْتُمْ، فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ

(صحیح بخاری، کتاب الجهاد والسیر، حدیث نمبر ۳۰۰۷۔ صحیح مسلم فضائل صحابہ حدیث نمبر ۲۴۹۴۔ ابوداؤد کتاب الجهاد حدیث نمبر ۲۶۵۰۔ ترمذی تفسیر قرآن باب سورۃ ممتحنہ حدیث نمبر ۳۳۰۵۔ والسنن الکبریٰ للنسائی حدیث نمبر ۱۱۵۸۵۔ مسند احمد جلد اول صفحہ نمبر ۷۹،۸۰)

یہ حاطبؓ تو بدر میں حاضر ہوا تھا اور کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر سے مخاطب ہو کر فرمایا تھا: تم جو چاہو عمل کرو، میں نے تمہیں معاف کردیا ہے۔

حیدری صاحب! کیا حضرت حاطبؓ کے بارے میں تجھے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا فیصلہ قبول نہیں ہے؟ کتنے افسوس کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے تو حضرت حاطبؓ کی غلطی کو معاف فرمادیا لیکن حیدری صاحب جیسے لوگ آج تک معاف کرنے کو تیار نہیں ہیں۔حیدری صاحب میری آپ سے خیرخواہانہ گزارش ہے کہ آپ صحابہ کرامؓ پر غلط بیانی کرنے پر اللہ تعالیٰ سے ڈریں کیونکہ اللہ کی پکڑ بہت سخت ہے۔جب اللہ تعالیٰ کی پکڑ آئی تو پھر اللہ کی پکڑ سے چھڑانے والا کوئی بھی نہیں ہوگا۔

غلط بیانی نمبر (۲۲) حیدری صاحب اپنی کتاب کے صفحہ نمبر (۷۲) پر لکھتے ہیں کہ:۔

تو ان حضرات کے بارے میں آپکی کیا رائے ہوگی جو مدینہ منورہ کی مسجد نبوی میں نماز جمعہ کے لئے جمع ہوئے ہوں اور سردار انبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ خطبہ دے رہے ہوں اتنے میں لہو و تجارت کی بات دیکھ کر بارہ افراد کے علاوہ سب مسجد سے نکل جائیں۔۔۔۔۔ تو پھر سورۃ جمعہ کی آیت تلاوت کی جائے۔

الجواب: حیدری صاحب! ان حضرات کے بارے میں ہماری یہ رائے ہے کہ یہ لوگ اسلام سے پہلے جہالت میں تھے اسلام قبول کرنے کے بعد یہ لوگ اسلام سیکھ رہے تھے اور یہ واقعہ بھی اسی کا حصہ ہے کہ جب ان سے یہ غلطی ہوئی تو سورۃ جمعہ کی آیت تلاوت کر کے ان کی اصلاح کی گئی اور انہیں دین اسلام کا اصول سکھایا گیا۔ اگر ان حضرات سے یہ غلطی نہ ہوتی تو قیامت تک آنے والی اُمت محمدیہ کے لئے یہ قانون کیسے بنتا؟

غلط بیانی نمبر (۲۳) حیدری صاحب اپنی کتاب کے صفحہ نمبر (۸۸۔۸۹) پر سورۃ آل عمران کی آیت نمبر (۱۵۵) لکھنے کے بعد لکھتے ہیں کہ:۔

ہادی برحق سردار انبیاء حضرت محمد کی موجودگی میں اگر بعض صحابہ شیطان کے بہکاوے میں آجاتے تھے اور حکم رسول کی نافرمانی کرتے تھے تو بعد میں کیا حال ہوگا۔

الجواب: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَقُلْنَا یٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَیْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ	ہم نے کہا اے آدم تم اور تمہاری بیوی اس جنت میں رہو اور اس میں جہاں سے تمہارا جی چاہے خوب کھاؤ (پیو) لیکن اس درخت کے پاس نہ

الظّٰلِمِيْنَ۔ (سورۃ بقرہ، آیت نمبر ۳۵) | جانا ورنہ تم ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم اور اُن کی بیوی کو ایک درخت کھانے سے منع فرمایا تھا لیکن اس کے باوجود ان دونوں نے وہ درخت کھا ہی لیا جس کا ذکر کرتے ہوئے ربِّ کائنات نے فرمایا:۔

وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ۔
(اعراف، آیت نمبر ۲۲ سورۃ نمبر ۷)

(آدم اور ان کی بیوی) کے رب نے انہیں پکارا (اور فرمایا) کیا میں نے تم کو اس درخت (کے کھانے) سے منع نہیں کیا تھا اور کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔ (اس سے بچتے رہنا)

حیدری صاحب غور کریں کہ جس درخت کو اللہ تعالیٰ نے کھانے سے منع کیا تھا آدم اور ان کی بیوی نے شیطان کے بہکاوے میں آ کر اس درخت کو کیوں کھایا۔ جب آدم اور ان کی بیوی جیسی ہستیاں شیطان کے بہکاوے میں آسکتی ہیں تو پھر صحابہ کرام کیوں نہیں آسکتے۔ بقول آپکے صحابہ کرامؓ نے تو حکم رسولؐ کی نافرمانی کی۔ تو حضرت آدمؑ اور اُن کی بیوی نے تو اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کی۔ اب بتائیں آپ ان پر کیا فتویٰ لگائیں گے؟ جس نقطہ نظر سے آدمؑ اور اُن کی بیوی کے اس واقعہ کو سمجھنے کی ضرورت ہے صحابہ کرامؓ کے اُن واقعات کو بھی اسی نقطہ نظر سے سمجھنے کی ضرورت ہے۔

غلط بیانی نمبر (۴۴)

حیدری صاحب اپنی کتاب کے صفحہ نمبر (۷۲) پر لکھتے ہیں کہ:۔

شروع اسلام میں ماہ رمضان کی راتوں کو اول شب کھانے پینے اور بیوی

سے جماع کی اجازت تھی مگر ایک دفعہ انسان سو جاتا تو پھر ان چیزوں کی ممانعت ہو جاتی تھی اور کھانا پینا اور جماع ممنوع ہو جاتا تھا لیکن بعض صحابہ نے اس حکم الٰہی کی مخالفت کی اور سونے کے بعد اپنی بیوی سے جماع کیا۔

الجواب: پہلے تو میں حیدری صاحب سے یہ سوال کرتا ہوں کہ رمضان میں اول شب بیوی سے جماع کرنے کی اجازت کس آیت یا حدیث میں ہے۔ اگر سچے ہو تو ثبوت دو؟ اس کے بعد میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ رمضان کی راتوں میں بیوی سے جماع کرنے کی اجازت نہیں تھی تو بعض صحابہ کرامؓ سے یہ غلطی ہو گئی کہ وہ رمضان کی راتوں میں اپنی بیویوں سے جماع کر بیٹھے تو اللہ تعالیٰ نے ان صحابہ کرامؓ کی اس غلطی کو معاف فرما دیا۔ اور اُن کی اس غلطی کی وجہ سے آئندہ کے لئے رمضان کی راتوں میں سب ایمان والوں کو اپنی بیویوں سے جماع کرنے کی اجازت بھی عنایت فرما دی۔

حیدری صاحب آپ کو تو اُن صحابہ کرامؓ کا احسان مند ہونا چاہئے جن سے یہ غلطی ہوئی۔ کہ ان کی غلطی کی وجہ سے آج ہم رمضان کی راتوں میں اپنی بیویوں سے جماع کر سکتے ہیں۔

باقی جو حیدری صاحب نے لکھا ہے کہ بعض صحابہ نے اس حکم الٰہی کی مخالفت کی تو اس کے جواب میں میں پہلے حضرت آدمؑ کا واقعہ لکھ چکا ہوں۔ اسے غور سے پڑھ لیں۔

غلط بیانی نمبر (۴۵) حیدری صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ نمبر (۹۲) پر لکھا ہے کہ:۔

کئی صحابہ جہاد پر جانے سے کترانے لگے اور پھر اس کو ثابت کرنے کے لئے صفحہ نمبر ۹۳ پر سورۃ توبہ کی آیت نمبر ۴۲ لکھتے ہیں۔ پھر اس کے بعد صحابہ کرامؓ میں منافقین کے جاسوس

ثابت کرنے کے لئے سورۃ توبہ کی آیت نمبر ۴۷ لکھتے ہیں۔

الجواب: حیدری صاحب کو دولت کی ہوس نے اتنا اندھا کر دیا ہے کہ جو آیتیں منافقین کے بارے میں نازل ہوئی تھیں، اس نے چند ہزار روپے کی خاطر ان آیات کو صحابہ کرامؓ پر چسپاں کر دیا۔ حیدری صاحب مال حاصل کرنے کے لئے کچھ بھی کر سکتا ہے۔ میں خود اس کا گواہ ہوں کیونکہ جب جماعت المسلمین نے اس شخص کی تنخواہ بند کر دی تو دولت کی خاطر یہ شیعہ بن گیا۔ شیعہ بن جانے کے بعد جولائی 2017 کو یہ شخص شہداد کوٹ میں مجھ سے ملا اور خود اپنی زبان سے اقرار کیا کہ میں نے ڈوکری شہر میں کئی سال گزارے لیکن وہ مجھے تنخواہ کم دیتے تھے اس لئے اب میں شہداد کوٹ کے نزدیک کارڑو گاؤں میں ہوں کیونکہ یہاں پر مجھے مال زیادہ ملتا ہے۔ اس لئے میں ڈوکری والوں کو چھوڑ کر گاؤں کارڑو میں آ گیا ہوں۔

محترم قارئین کرام! مجھے یقین ہے کہ اگر میں ان کو کارڑو گاؤں والوں سے ڈبل مال دوں تو یہ شخص جماعت المسلمین میں آ جائے گا۔ یہ تو ہے اس شخص کی حقیقت۔ منافقین کو صحابہ کہنا یہ جرم عظیم اور نا قابل معافی جرم ہے۔ جو کہ بغیر توبہ کے اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرے گا۔ اگر کوئی شخص سورۃ منافقون کی آیت "اِذَا جَآءَکَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ" پڑھ کر صحابہ کرامؓ پر چسپاں کرے تو یہ شخص اللہ تعالیٰ کا مجرم ہے یا نہیں؟ یقیناً مجرم ہے۔ بالکل اسی طرح جو آیتیں منافقین کے بارے میں نازل ہوئی تھیں حیدری صاحب نے ان آیات کو صحابہ کرامؓ پر چسپاں کیا ہے۔ کیونکہ صحابہ کرامؓ منافقین نہیں ہو سکتے صحابہ کرامؓ کو منافق کہنے والا اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور اسی طرح منافقین صحابہ نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا منافقین کو صحابہ کہنے والا بھی اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ کیونکہ منافقین کا ایک الگ گروہ ہے جو اسلام کو نقصان پہنچانے کے لئے اسلامی لباس پہن لیتا ہے۔ لہٰذا مندرجہ بالا آیات میں

اللہ تعالیٰ نے ان منافقین کی اپنے رسول ﷺ سے نشاندہی کردی تھی۔اور یہ منافقین کا گروہ ہی تو تھا جس نے حضرت عمرؓ کو شہید کیا ان کے بعد حضرت عثمانؓ کو شہید کیا۔حضرت عثمانؓ کو شہید کرنے کے بعد اسی گروہ نے اپنے بچاؤ کے لئے دارالخلافہ کو امن والے شہر مدینۃ المنورہ سے کوفہ منتقل کرنے کا اہم کردار ادا کیا تھا۔اور کوفہ اس سرزمین پر واقع ہے جس جگہ کے لئے رسول اللہ ﷺ سے تین مرتبہ برکت کی دعا کی درخواست کی گئی لیکن آپؐ نے تینوں بار دعا کی درخواست کو رد کر کے فرمایا یہ وہ جگہ ہے جہاں سے فتنے پیدا ہوں گے اور اس جگہ سے شیطان کا سینگ نکلے گا۔ (ماخذ: صحیح بخاری کتاب الفتن)

منافقین کا کوفہ کو دارالخلافہ بنانے کا مقصد یہ تھا کہ اگر دارالخلافہ مدینۃ المنورہ میں رہا تو یہاں پر ہم اپنا کام آسانی سے نہیں کر سکیں گے۔اس لئے جب دارالخلافہ ہی ہمارے تسلط میں ہوگا تو ہم اپنا کام آسانی سے کر سکیں گے۔لہٰذا منافقین اپنے اس مقصد میں کامیاب رہے۔جب دارالخلافہ کوفہ میں منتقل ہو گیا تو بحیثیت خلیفۃ المسلمین حضرت علیؓ کو بھی دارالخلافہ کوفہ میں ہی آنا پڑا۔اس طرح منافقین نے حضرت علیؓ پر اپنا تسلط قائم کیا اور حضرت علیؓ کو اپنی مرضی کے کام کرنے پر مجبور کیا۔محترم قارئین کرام! یہ سب کچھ میں نہیں کہتا بلکہ حضرت علیؓ نے ہی یہ سب کچھ بیان فرمایا۔ثبوت ملاحظہ فرمائیں:۔

حضرت علیؓ کی بیعت ہو چکنے کے بعد صحابہؓ کی ایک جماعت نے حضرت علیؓ سے کہا کہ بہتر ہے کہ آپ اُن لوگوں کو جنہوں نے حضرت عثمانؓ پر فوج کشی کی تھی (یعنی جنہوں نے حضرت عثمانؓ کو شہید کیا تھا) اُنہیں سزا دیں تو پھر حضرت علیؓ نے فرمایا:۔

اے بھائیو! جو تم جانتے ہو میں اُس سے بے خبر نہیں ہوں۔لیکن میرے پاس (اس کی) قوت و طاقت کہاں ہے جبکہ فوج کشی کرنے والے (یعنی حضرت عثمانؓ کو شہید

کرنے والے) اپنے انتہائی زوروں پر ہیں۔ وہ اس وقت ہم پر مسلط ہیں، ہم اُن پر مسلط نہیں ہیں۔ (ماخذ: نہج البلاغہ جلد دوم خطبہ نمبر ۲۴۶)

صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کا خلیفۃ المسلمین حضرت علیؓ سے امیر المؤمنین حضرت عثمانؓ کے قاتلوں کو سزا دینے کے مطالبہ پر یہ تو تھا حضرت علیؓ کا جواب۔ صحابہؓ کے بعد حضرت امیر معاویہؓ نے بھی حضرت علیؓ سے حضرت عثمانؓ کے قاتلوں سے قصاص لینے کا مطالبہ کیا تو اس کے جواب میں حضرت علیؓ نے کیا فرمایا ملاحظہ فرمائیں:۔

حضرت علیؓ نے فرمایا:۔

اے معاویہؓ! تمہارا یہ مطالبہ جو ہے کہ میں عثمانؓ کے قاتلوں کو تمہارے حوالے کر دوں تو میں نے اس کے ہر پہلو پر غور و فکر کیا اور اس نتیجہ پر پہنچا، کہ انہیں تمہارے یا تمہارے علاوہ کسی اور کے حوالے کرنا میرے اختیار سے باہر ہے۔ (نہج البلاغہ جلد سوم مکتوب نمبر ۹)

اسی سلسلہ حضرت علیؓ نے ایک اور مقام پر فرمایا کہ:۔ ابتدائی صورت حال یہ تھی کہ ہم اور شام والے آمنے سامنے آئے اس حالت میں کہ ہمارا اللہ ایک، نبیؐ ایک اور دعوت اسلام بھی ایک تھی، نہ ہم ایمان باللہ اور اس کے رسول کی تصدیق میں اُن سے کچھ زیادتی چاہتے تھے اور نہ وہ ہم سے اضافہ کے طالب تھے، بالکل اتحاد تھا۔ سوائے اس اختلاف کے جو ہم میں خون عثمانؓ کے بارے میں ہو گیا تھا۔ (نہج البلاغہ جلد سوم مکتوب نمبر ۵۸)

نوٹ: حضرت علیؓ کے اس فرمان سے معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کا آپس میں اور کوئی اختلاف نہیں تھا سوائے حضرت عثمانؓ کے قاتلوں کو سزا دینے کے۔ حیدری صاحب غور کریں کہ حضرت علیؓ نے خود ہی بتا دیا کہ میں حضرت عثمانؓ کے قاتلوں (منافقوں) کے نرغہ میں پھنسا ہوا ہوں اور وہ مجھ پر مسلط ہیں اس لئے میں اتنا مجبور ہوں کہ

قرآن مجید کے قصاص والے قانون پر عمل کرنا بھی میرے بس میں نہیں ہے۔

حیدری صاحب اب آپ بتائیں کہ حضرت علیؓ کے بارے میں آپکی کیا رائے ہے کیونکہ قرآن مجید میں فرمان الٰہی ہے کہ:۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰی۔ (سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۷۸)	اے ایمان والو مقتولین کے سلسلہ میں تم پر قصاص فرض کیا جاتا ہے۔

حیدری صاحب غور کریں کہ منافقین نے حضرت علیؓ کو اس فرض قصاص پر بھی عمل کرنے سے روک رکھا ہے اور حضرت علیؓ خلیفۃ المسلمین ہونے کے باوجود امیر المومنین حضرت عثمانؓ کے قاتلوں کو نہ تو گرفتار کر رہے ہیں اور نہ ہی انہیں قتل کر کے مندرجہ بالا فرمان الٰہی پر عمل کر رہے ہیں۔ حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ کے قاتلوں سے قصاص نہ لے کر کیا قرآن مجید کی مندرجہ بالا قصاص والی آیت کا انکار کیا؟ حیدری صاحب آپ ہم سے صحابہ کرامؓ کے بارے میں تو رائے مانگ رہے ہیں۔ اب آپ بتائیں کہ حضرت علیؓ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے کہ حضرت علیؓ قرآن مجید کی مندرجہ بالا آیت پر عمل نہ کرنے کے بعد حضرت علیؓ عامل قرآن ہیں یا پھر کچھ اور ہیں؟

لیکن ہمارا (یعنی جماعت المسلمین) کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت علیؓ عامل قرآن ہیں مندرجہ بالا آیت پر عمل نہ کرنا اُن کی مجبوری تھی۔

غلط بیانی نمبر (۲۶) حیدری صاحب اپنی کتاب کے صفحہ نمبر (۳۹) پر لکھتے ہیں کہ:۔

جو طریقہ وضو کا قرآن میں لکھا ہے ہم اُس طرح وضو کیوں نہیں کرتے۔

یعنی وضو میں پاؤں پر مسح کرنے کی بجائے دھوتے کیوں ہیں۔

الجواب: اس مسئلہ کو سمجھنے کے لئے پہلے ہم وضو والی آیت مبارکہ کے ترجمہ کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ۔ (سورۃ مائدہ آیت نمبر ۶)	(اے ایمان والو نماز پڑھنے سے پہلے) اپنے چہروں کو اور ہاتھوں کو کہنیوں تک دھلیا کرو، اور اپنے سروں پر مسح کرلیا کرو اور اپنے پیر بھی ٹخنوں تک دھلیا کرو۔

اس آیت مبارکہ کے ترجمہ کو سمجھنے کے لئے پہلے ایک مثال ملاحظہ فرمائیں:۔

جملہ نمبر (۱): وَلَدُ الرَّجُلِ الصَّالِحِ۔ (صالح مرد کا لڑکا)

جملہ نمبر (۲): وَلَدُ الرَّجُلِ الصَّالِحُ۔ (مرد کا صالح لڑکا)

جملہ نمبر (۱) میں "رَجُلِ" کی لام کو زیر ہے اور "صَالِحِ" کی ح کو بھی زیر ہے اس لئے اس جملہ میں صالح صفت ہوئی رجل کی اس لئے اس کے ترجمہ میں مرد صالح ہوا۔

جملہ نمبر (۲) میں "وَلَدُ" کی (دال) پر پیش ہے اور صالح کی ح پر بھی پیش ہے اس لئے اس جملہ میں صالح صفت ہوئی لڑکے کی۔ اس لئے اس کے ترجمہ میں لڑکا صالح ہوا۔

بالکل اسی طرح اس آیت مبارکہ میں بھی اگر پاؤں پر مسح کرنا ہوتا تو یہ آیت یوں ہوتی:۔ "وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلِكُمْ" یعنی اگر "اَرْجُلِكُمْ" کی لام پر زیر ہوتی تو اس کا ترجمہ پاؤں پر مسح کرنا ہوتا لیکن اس سے پہلے جو الفاظ ہیں وہ یہ ہیں:۔ "فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ" یہاں پر جن اعضاء کو دھونے کا ذکر ہے اُن میں "وُجُوْهَكُمْ" کی ھ پر زبر ہے اور "اَيْدِيَكُمْ" کی یا پر بھی زبر ہے اور "اَرْجُلَكُمْ" کی لام پر

بھی زیر ہے۔ اس لئے چہرے، ہاتھ اور پاؤں کو دھونا ہی ثابت ہوا اور سروں پر مسح کرنا ثابت ہوا۔ اس کے علاوہ بالغرض اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ اس آیت مبارکہ میں پاؤں پر مسح کرنے کا ذکر ہے، تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ننگے پاؤں پر مسح کرنا ہے یا جب پاؤں میں موزے یا جُراب پہنے ہوئے ہوں پھر مسح کرنا ہے۔ تو اس کی وضاحت خود حضرت علیؓ نے ہی فرما دی کیونکہ صحیح بخاری اور ابوداؤد میں لکھا ہوا موجود ہے کہ حضرت علیؓ ننگے پاؤں کو دھویا کرتے تھے اور جب موزے یا جُراب پہنے ہوئے ہوتے تو پھر پاؤں پر مسح کرلیا کرتے تھے۔

لہٰذا حضرت علیؓ کے فعل سے ثابت ہوا کہ جب موزے یا جُراب پہنے ہوں تو پاؤں پر مسح کرنا ہے اور جب پاؤں ننگے ہوں تو پھر پاؤں کو دھونا ہے۔ اب ہم اس مسئلہ کو سمجھنے کے لئے اس ہستی کی طرف آتے ہیں جس ہستی پر یہ قرآن مجید نازل ہوا تھا۔ کیونکہ قرآن مجید کی اس وضو والی آیت مبارکہ کو جس ہستی پر یہ قرآن مجید نازل ہوا ہے اس ہستی سے زیادہ کوئی اور شخص نہیں سمجھ سکتا اور وہ ہستی محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ وضو کرتے وقت اپنے دونوں پاؤں کو دھویا کرتے تھے۔ اس لئے ہم بھی رسول اللہ ﷺ کی سنت مبارکہ پر عمل کرتے ہوئے وضو کرتے وقت اپنے دونوں پاؤں کو دھوتے ہیں۔

حیدری صاحب اب ہم حضرت علیؓ کو دیکھتے ہیں کہ وہ وضو کرتے وقت اپنے دونوں پاؤں کو دھوتے تھے یا مسح کرتے تھے۔

عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ قَالَ اَتَانَا عَلِيٌ..... ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى ثَلَاثًا وَرِجْلَهُ الْيُسْرٰى ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَّعْلَمَ

حضرت عبد خیر کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت علیؓ ہمارے ہاں تشریف لائے (اور ہمیں وضو کا طریقہ سکھانے کے لئے آپ نے خود وضو کیا) جب پاؤں پر پہنچے تو پہلے اپنا دایاں پاؤں تین بار دھویا پھر بایاں پاؤں تین بار دھویا پھر فرمایا

وُضُوءَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَھُوَھٰذَا۔ (ابوداؤد کتاب الطہارۃ حدیث نمبر۱۱۱)	جو شخص رسول اللہ ﷺ کا وضو جاننا چاہے تو آپ ﷺ کا وضو اسی طرح تھا۔

حضرت علیؓ سے پاؤں دھونے کی حدیثیں ابوداؤد، حدیث نمبر ۱۱۴، نمبر ۱۱۶ و نسائی، احمد اور ترمذی میں بھی موجود ہیں۔

حیدری صاحب اب بتائیں؟ کہ اگر پاؤں پر مسح کرنا ہے تو کیا اس بات کا علم حضرت علیؓ کو نہیں تھا؟ کیا قرآن مجید کو حضرت علیؓ سے زیادہ آپ سمجھتے ہیں؟ کیا حضرت علیؓ کا وضو صحیح نہیں تھا؟ لہٰذا ثابت ہوا کہ حضرت علیؓ کو ماننے والے صرف جماعت المسلمین کے لوگ ہیں کیونکہ ہمارا وضو حضرت علیؓ کے وضو کی طرح ہے اور حیدری صاحب اور اُن کی جماعت کا وضو حضرت علیؓ کے وضو کے خلاف ہے۔ اور اس سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ حیدری صاحب اور ان کی جماعت کے لوگ حضرت علیؓ کو ماننے کی صرف زبانی دعوی کرتے ہیں۔ ان لوگوں کے اعمال حضرت علیؓ کے خلاف ہیں۔

حیدری صاحب معلوم ہوا کہ آپکا اور آپکی جماعت کا وضو تو حضرت علیؓ کے وضو کے خلاف ہے ہی لیکن آپ لوگوں کے نمازوں کے اوقات بھی حضرت علیؓ کے حکم کے خلاف ہیں ثبوت ملاحظہ فرمائیں:۔

(باب) حضرت علیؓ کا مختلف شہروں کے امیروں کے نام خط برائے نمازوں کے اوقات:۔

اَمَّابَعْدُ فَصَلُّوا بِالنَّاسِ الظُّھْرَ حَتّٰی تَفِیْءَ الشَّمْسُ مِثْلَ مَرْبَضِ الْعَنْزِ وَصَلُّوا بِھِمُ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ	ظہر کی نماز پڑھاؤ اُس وقت تک کہ سورج اتنا جھک جائے کہ بکریوں کے باڑے کی دیوار کا سایہ اس کے برابر ہوجائے اور عصر کی نماز اُس

بَيْضَاءُ حَيَّةٌ فِيْ عُضْوٍ مِنَ النَّهَارِ حِيْنَ يُسَارُ فِيْهَا فَرْسَخَانِ۔ وَصَلُّوْا بِهِمُ الْمَغْرِبَ حِيْنَ يُفْطِرُ الصَّائِمُ وَيَدْفَعُ الْحَاجُّ وَصَلُّوْا بِهِمُ الْعِشَآءَ حِيْنَ يَتَوَارَى الشَّفَقُ اِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ۔ وَصَلُّوْا بِهِمُ الْغَدَاةَ وَالرَّجُلُ يَعْرِفُ وَجْهَ صَاحِبِهٖ وَصَلُّوْا بِهِمْ صَلَاةَ اَضْعَفِهِمْ وَلَا تَكُوْنُوْا فَتَّانِيْنَ۔

(نہج البلاغہ جلد سوم باب نمبر ۵۲)

وقت تک پڑھا دینا چاہئے کہ سورج ابھی روشن اور زندہ ہو اور دن ابھی اتنا باقی ہو کہ چھ میل مسافت طے کی جا سکے اور مغرب کی نماز اُس وقت پڑھاؤ کہ جب روزہ دار روزہ افطار کرتا ہے اور حاجی عرفات سے واپس جاتے ہیں اور عشاء کی نماز مغرب کی سُرخی غائب ہونے سے رات کے ایک تہائی حصہ تک پڑھا دو، اور صبح کی نماز اس وقت پڑھاؤ جب آدمی اپنے ہمراہی کا چہرہ پہچان لے اور نماز اتنی مختصر پڑھاؤ جو اُن میں سب سے کمزور آدمی پر بھی بار نہ ہو اور لوگوں کے لئے صبر آزما نہ بن جاؤ۔

حیدری صاحب غور کریں! کہ حضرت علیؓ تو اپنے ماننے والوں کو حکم فرما رہے ہیں کہ ظہر کی نماز کا وقت الگ ہے اور عصر کی نماز کا وقت الگ ہے۔ لیکن تم تو ظہرین پڑھتے ہو اور ظہرین کے معنی ہیں دو ظہر اس لئے آپ تو ظہر پڑھتے ہو عصر تو آپ پڑھتے ہی نہیں ہو اس لئے تم لوگوں نے حضرت علیؓ کے حکم کی مخالفت کی۔ اور یہی حال نماز مغرب اور نماز عشاء کا ہے۔ کیونکہ آپ لوگ مغربین پڑھتے ہو اور مغربین کے معنی ہیں دو مغرب، اس لئے آپ لوگ تو دو مغرب پڑھتے ہو نماز عشاء تو آپ پڑھتے ہی نہیں ہو۔ اس لئے تم لوگوں نے یہاں پر بھی حضرت علیؓ کے حکم کی مخالفت کی اور دوسری طرف ہم ہیں (یعنی جماعت المسلمین والے)، کہ ظہر اور عصر، مغرب اور عشاء کو الگ الگ وقت پر پڑھتے ہیں۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ کے حکم کو

ماننے والے جماعت المسلمین کے لوگ ہیں۔اس لئے یہ بات واضح ہوگئی کہ تم لوگ حضرت علیؓ کے احکامات کی مخالفت کرتے ہو۔اس لئے نہ حضرت علیؓ تمہارا ہے اور نہ ہی تم حضرت علیؓ کے ہو۔کیونکہ ہم حضرت علیؓ کے احکامات پر عمل کرتے ہیں اس لئے علیؓ ہمارا ہے اور ہم حضرت علیؓ کے ہیں۔تم لوگ تو صرف زبان سے علی علی کرکے لوگوں کو دھوکا دیتے ہو۔

غلط بیانی نمبر (۲۷) حیدری صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ نمبر (۵۰) پر اہلسنت کے بارہ خلفاء کے نام لکھے ہیں لیکن ان ناموں میں حضرت امام حسنؓ بن علیؓ کا نام نہیں لکھا۔

الجواب: حیدری صاحب نے چوتھے نمبر پر حضرت علیؓ کا نام لکھا ہے اور پانچویں نمبر پر حضرت امیر معاویہؓ کا نام لکھا ہے۔جبکہ حضرت علیؓ کے بعد حضرت حسنؓ بن علیؓ خلیفہ بنے تھے۔

حیدری صاحب نے پانچویں نمبر پر حضرت امام حسنؓ کا نام کیوں نہیں لکھا؟

یہ حیدری صاحب کی حضرت امام حسنؓ سے بغض کی وجہ ہے یا کچھ اور؟ میرے علم کے مطابق حیدری صاحب اور ان کی جماعت کو حضرت امام حسنؓ سے اس لئے بغض اور ناراضگی ہے کہ حضرت امام حسنؓ نے حضرت امیر معاویہؓ کو خلافت کیوں دی۔حضرت امام حسنؓ کا حضرت امیر معاویہؓ کو خلافت دینے سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ حضرت امام حسنؓ حضرت امیر معاویہؓ کو خلافت کا اہل اور حقدار سمجھتے تھے،اسی لئے تو انہیں خلافت دی۔حضرت امام حسنؓ تو حضرت امیر معاویہؓ کو خلافت کا اہل اور حقدار سمجھیں اور ان سے محبت کریں اور انہیں حق پر سمجھیں،لیکن حیدری صاحب اور اُن کی جماعت حضرت امیر معاویہؓ کو باطل اور ناحق پر کہیں،یاد رہے کہ حضرت امیر معاویہؓ کو باطل اور ناحق پر کہنا حضرت امام حسنؓ کو باطل اور ناحق کہنے کے مترادف ہوگا۔

غلط بیانی نمبر (۴۸) حیدری صاحب اپنی کتاب کے صفحہ نمبر (۵۲) پر لکھتے ہیں کہ:۔

(موسیٰ) نے دو افراد کو لڑتے ہوئے پایا، ایک موسیٰ کا شیعہ تھا اور دوسرا اُس کا دشمن۔

(سورۃ قصص آیت نمبر ۱۵)

الجواب: اس کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ حیدری صاحب نے اس آیت کا ترجمہ ہی غلط کیا ہے۔ یہاں پر لفظ ہے "هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ" جس کا صحیح ترجمہ یہ ہے کہ یہ شخص حضرت موسیٰ کے گروہ یا فرقہ میں سے تھا، یہ شخص خود گروہ یا فرقہ نہیں تھا؟ دنیا کی جس لغت میں چاہیں دیکھ لیں شیعہ کے معنی گروہ یا فرقہ کے ہیں اس لئے لغوی اعتبار سے کسی ایک شخص کو شیعہ نہیں کہا جا سکتا بلکہ گروہ یا فرقہ کو شیعہ کہا جائے گا۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی سمجھ لینی چاہیے کہ نبی کے نہ ماننے والے گروہ کو بھی شیعہ کہا جا سکتا ہے۔ اس کا ثبوت ملاحظہ فرمائیں:۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِی الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا. (سورۃ قصص سورۃ نمبر ۲۸، آیت نمبر ۴)	بے شک فرعون زمین میں سرکشی کر رہا تھا (وہ یہ کہ) اور اُس نے (زمین میں رہنے والے) لوگوں کو شیعہ بنا دیا تھا۔ (یعنی فرقے فرقے بنا دیا تھا)

اب شاید حیدری صاحب یہ کہنا شروع نہ کر دیں کہ جی ہم تو شیعہ کی بات کرتے ہیں۔ لیکن اس آیت میں تو لفظ "شِيَعًا" ہے۔ اس کا جواب بھی میں پہلے ہی لکھ دیتا ہوں۔ نمبر ایک:۔ جو حیدری صاحب نے اپنے شیعہ ہونے کے ثبوت میں سورۃ قصص کی آیت نمبر ۱۵ لکھی ہے، اس آیت میں بھی لفظ شیعہ نہیں ہے بلکہ "شِيْعَتِهٖ" ہے۔ نمبر دو:۔ شیعہ کے معنی ہیں ایک فرقہ یا گروہ اور "شِيَعًا" کے معنی ہیں ایک سے زیادہ فرقے یا گروہ۔ یعنی شیعہ واحد

گروہ اور "شِیَعًا" جمع گروہ کے لئے ہے۔یعنی "شِیَعًا" شیعہ کی جمع ہے۔اب میرا حیدری صاحب سے یہ سوال ہے کہ کسی ایک گروہ یا فرقے کو تو شیعہ کہا جا سکتا ہے لیکن کسی ایک شخص کو شیعہ یعنی گروہ یا فرقہ کہنا کیسے درست ہوا؟ کیا ایک شخص بھی گروہ یا فرقہ ہو سکتا ہے؟ اب آتے ہیں اصل مسئلہ کی طرف مندرجہ بالا سورۃ قصص کی آیت نمبر ۴ میں یہ بات واضح ہو گئی کہ حضرت موسیٰ کے دور میں رہنے والے لوگوں کو فرعون نے "شِیَعًا" بنایا تھا۔یعنی مختلف فرقوں میں تقسیم کر دیا تھا۔کسی کو حضرت موسیٰ کو ماننے والا شیعہ یعنی فرقہ یا گروہ بنا دیا اور کسی کو موسیٰ کا دشمن شیعہ یعنی فرقہ یا گروہ بنا دیا۔اب ہم آتے ہیں اس آیت مبارکہ کی طرف جس سے حیدری صاحب نے ایک شخص کو حضرت موسیٰ کا شیعہ بنا دیا۔اس مسئلہ کو سمجھنے کے لئے پہلے میں آیت مبارکہ لکھ رہا ہوں۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِىْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِىْ مِنْ عَدُوِّهٖ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ.

(قصص آیت نمبر ۱۵)

(ایک روز ایسا ہوا کہ) موسیٰ شہر میں ایسے وقت داخل ہوا کہ وہاں کے باشندے غفلت میں (پڑے ہوئے سو رہے) تھے۔موسیٰ نے شہر میں دو آدمیوں کو لڑتے ہوئے پایا،اُن میں سے ایک موسیٰ کے گروہ یا فرقہ (شیعہ) کا آدمی تھا اور ایک موسیٰ کے دشمن فرقے یا گروہ (شیعہ) کا آدمی تھا تو جو شخص موسیٰ کے گروہ یا فرقے (شیعہ) کا آدمی تھا اس نے موسیٰ سے اس شخص کے خلاف جو موسیٰ کے دشمن میں سے تھا مدد مانگی۔تو موسیٰ نے اس شخص کے مکا مارا

اور اس کا کام تمام کر دیا (جب وہ مر گیا تو موسٰی کو افسوس ہوا) اور کہنے لگا یہ شیطانی عمل ہے (جو اس شخص نے مجھ سے کروایا) بے شک شیطان انسان کا دشمن اور کھلم کھلا گمراہ کرنے والا ہے۔

حضرت موسٰی نے اپنے رب سے اس کام کی معافی مانگنے کے بعد فرمایا:۔

قَالَ رَبِّ بِمَآ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ.
(قصص آیت نمبر ۱۷)

موسٰی نے کہا، اے میرے رب تو نے (مجھے معاف کر کے) مجھ پر انعام کیا ہے (اس کے شکرانہ میں) میں آئندہ کبھی مجرمین کی مدد نہیں کروں گا۔

تبصرہ: حیدری صاحب نے جس شخص کو حضرت موسٰی کا شیعہ لکھا ہے، سورہ قصص کی آیت نمبر ۱۷ میں حضرت موسٰی تو اس شخص کو مجرم قرار دے رہے ہیں۔ اسی لئے تو حضرت موسٰی اپنے رب سے یہ کہہ رہے ہیں کہ میں نے ایک مجرم شخص کی مدد کر کے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے، اس لئے میں آئندہ مجرمین کی مدد نہیں کروں گا۔ لہٰذا حیدری صاحب کی اس تحریر کو اگر قرآن مجید کے آئینہ میں دیکھا جائے تو حضرت موسٰی کے ماننے والوں کو شیعہ نہیں کہا گیا بلکہ حضرت موسٰی کے مجرم کو شیعہ کہا گیا ہے۔ لہٰذا مندرجہ بالا گفتگو کا نتیجہ یہ نکلا کہ فرعون نے پہلے لوگوں کو شِيَعًا بنا دیا بعض لوگوں کو حضرت موسٰی کا ہمدرد شیعہ بنا دیا اور بعض کو حضرت موسٰی کا دشمن شیعہ بنا دیا پھر ان دونوں فرقوں میں سے ایک شخص کو دوسرے شخص سے لڑوا دیا تو ان دونوں میں سے ایک شخص نے حضرت موسٰی سے مدد مانگی حضرت موسٰی نے ایک شخص کی مدد کرتے ہوئے دوسرے شخص کو مکا مارا اور حضرت موسٰی کے مکا سے وہ شخص مر گیا۔ جس شخص نے حضرت موسٰی کو مدد کے لئے پکارا

تھا، حضرت موسیٰ نے اس شخص کو شیطانی عمل کروانے والا شخص کہا اور پھر آخر میں اس مدد مانگنے والے شخص کو مجرم قرار دے دیا لہٰذا ثابت ہوا کہ فرعون نے حضرت موسیٰ کو قاتل مجرم بنانے کی سازش کی تھی، جس میں وہ بُری طرح ناکام ہوا لہٰذا اس پورے واقعہ میں یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت موسیٰ شیعہ تھے اور نہ ہی یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ کے ماننے والے شیعہ تھے۔

حیدری صاحب کو میرا یہ چیلنج ہے کہ حیدری صاحب مجھے ایک آیت یا حدیث ایسی دکھائیں جس میں حضرت موسیٰ یا کسی بھی نبی نے یا کسی بھی نبی کے ماننے والے نے یہ کہا ہو کہ میں شیعہ ہوں؟ حیدری صاحب قیامت تک ایسی آیت یا حدیث نہیں دکھا سکتے۔ بلکہ تمام انبیاءؑ اور اُن کے ماننے والوں نے اپنے آپ کو مسلمین کہلوایا ہے۔ اس کا ثبوت انشاء اللہ میں آگے چل کر پیش کروں گا۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو بھی شیعہ کہا ہے۔ ثبوت ملاحظہ فرمائیں:۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۔ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا ۔ (سورۃ روم آیت نمبر ۳۱، ۳۲)	(اے ایمان والو) تم اُن مشرکین میں سے نہ ہو جانا جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر لیا تھا اور خود شیعہ بن گئے تھے۔

حیدری صاحب شیعہ لوگوں سے تو رسول اللہ ﷺ کا تعلق بھی ختم ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ ۔ (انعام آیت نمبر ۱۵۹)	(اے رسولؐ) جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر لیا اور خود شیعہ بن گئے آپ کا اُن لوگوں سے کسی قسم کا بھی تعلق نہیں۔

مندرجہ بالا قرآن مجید کے دلائل سے نتیجہ یہ نکلا کہ شیعہ فرعون نے بنائے

تھے، شیعہ مشرکین تھے، اور شیعہ سے رسول اللہ ﷺ کا تعلق بھی ختم ہو جاتا ہے۔اس کے علاوہ شیعوں پر حضرت علیؓ کا ناراضگی بھی ملاحظہ فرمائیں:۔

حضرت علیؓ اپنے ایک خطبہ میں شیعوں سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ:۔

میں اللہ کی حمد و ثناء کرتا ہوں ہر اُس امر پر جس کا اُس نے فیصلہ کیا اور ہر اُس کام پر جو اُس کی تقدیر نے طے کیا ہو اور اِس آزمائش پر جو تمہارے ہاتھوں اُس نے میری کی ہے۔اے لوگو! میں تمہیں جب کوئی حکم دیتا ہوں تو تم میری نافرمانی کرتے ہو اور جب میں تمہیں پکارتا ہوں تو تم میری آواز پر لبیک نہیں کہتے۔اگر تمہیں کچھ مہلت ملتی ہے تو تم ڈینگیں مارنے لگتے ہو اور اگر جنگ چھڑ جاتی ہے تو تم بزدلی دکھاتے ہو۔اور جب لوگ امام پر ایکا کر لیتے ہیں تو تم طعن و تشنیع کرنے لگتے ہو اور اگر تمہیں جنگ کی طرف لایا جاتا ہے تو اُلٹے پیروں لوٹ جاتے ہو۔۔۔۔۔آگے چل کر فرماتے ہیں:۔ اللہ تعالیٰ کی قسم میں تمہاری ہم نشینی سے بیزار اور تمہاری کثرت کے باوجود اکیلا ہوں۔۔۔۔۔حضرت علیؓ آگے اور فرماتے ہیں:۔ معاویہؓ جب اپنے ساتھیوں کو بلاتا ہے تو وہ بغیر کسی امداد و اعانت اور بخشش و عطا کے اُس کی پیروی کرتے ہیں اور میں تمہیں امداد کے علاوہ تمہارے مُعیّنہ عطیوں کے ساتھ تمہیں دعوت دیتا ہوں مگر تم مجھ سے پراگندہ و منتشر ہو جاتے ہو، اور مخالفتیں کرتے ہو۔ (نہج البلاغہ، جلد دوم خطبہ نمبر ۱۶۸)

حیدری صاحب! شیعہ لوگوں کے متعلق یہ تو ہے حضرت علیؓ کا فیصلہ۔اب آپ اپنا فیصلہ خود کر لیں۔

غلط بیانی نمبر (۲۹) حیدری صاحب اپنی کتاب کے صفحہ نمبر (۵۲) پر لکھتے ہیں کہ:۔

وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِہٖ لَاِبْرٰھِیْمَ۔ (سورۃ صفٰت، نمبر ۳۷ آیت نمبر ۸۳)

یعنی بے شک ابراہیمؑ انہی کے شیعوں میں سے تھے۔

یہ آیت لکھنے کے بعد لکھتے ہیں:۔ اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو شیعہ کہا ہے۔

الجواب: حیدری صاحب نے یہاں پر بھی غلط بیانی کی ہے۔ آیت مبارکہ کے ترجمہ پر غور کریں: لکھتے ہیں کہ ابراہیم انہی شیعوں میں سے تھے۔ حیدری صاحب نے شیعہ کو شیعوں لکھ دیا، جیسا کہ میں پہلے یہ سمجھا چکا ہوں کہ شیعہ کے معنی ہیں ایک گروہ یا فرقہ جبکہ حیدری صاحب نے ایک گروہ کو لکھا ہے شیعوں یعنی ابراہیم کئی گروہوں یا فرقوں میں سے تھے۔ اور پھر تبصرہ میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو شیعہ یعنی گروہ یا فرقہ کہا ہے۔

حیدری صاحب نے دونوں عبارتیں غلط لکھی ہیں۔ کیونکہ حضرت ابراہیم نہ تو شیعوں یعنی گروہوں میں سے تھے اور نہ ہی خود شیعہ یعنی گروہ تھے۔ ابراہیم کو اللہ تعالیٰ نے بھی نہ تو شیعہ یعنی گروہ کہا ہے اور نہ ہی حضرت ابراہیم نے خود کہا ہے کہ میں شیعہ یعنی گروہ ہوں۔ بلکہ حضرت ابراہیم کیا تھے ملاحظہ فرمائیں:۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

مَا كَانَ اِبْرَاهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّ لَا نَصْرَانِيًّا وَّ لٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا۔ (آل عمران آیت نمبر ۶۷)	ابراہیم نہ یہودی تھے، نہ عیسائی بلکہ وہ تو ایک اللہ کو ماننے والے مسلم تھے۔

حیدری صاحب کوئی ایک ایسی آیت دکھائیں جس میں یہ لکھا ہوا ہو کہ حضرت ابراہیم ایک اللہ کے ماننے والے شیعہ تھے۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔ (یونس آیت نمبر ۷۲)	(اے نوحؑ آپ کہہ دیجئے) کہ مجھے اللہ کی طرف سے یہ حکم ملا ہے کہ میں مسلمین میں سے ہوں۔

لیکن حیدری صاحب کوئی ایک ایسی آیت دکھائیں جس میں لکھا ہو کہ حضرت نوحؑ نے یہ کہا ہو کہ میں شیعہ ہوں۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَقَالَ مُوسٰى يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ۔ (یونس آیت نمبر ۸۴)	موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا، اے میری قوم اگر تم اللہ پر ایمان لائے ہو اور مسلمین بن گئے ہو تو پھر اللہ پر بھروسہ کرو۔

حیدری صاحب سے گزارش ہے کہ کوئی ایک ایسی آیت دکھائیں جس میں یہ لکھا ہو کہ حضرت موسیٰ نے اپنی قوم سے یہ کہا ہو، اے میری قوم اگر تم اللہ پر ایمان لائے ہو اور شیعہ بن گئے ہو؟! اگر سچے ہو تو ثبوت دو۔

(۴) حضرت موسیٰ سے مقابلہ کرنے والے جادوگر جب مسلمین ہوئے تو فرعون نے انہیں پھانسی دینے کی دھمکی دی، تو فرعون کی دھمکی سن کر اُن اللہ کے بندوں نے اس طرح دعا کی:۔

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ۔ (سورۃ اعراف آیت نمبر ۱۲۶)	اے ہمارے رب ہمیں صبر عطا فرما اور ہمیں مسلمین کی حالت میں موت دینا۔

غور فرمائیں! حضرت موسیٰ نے اپنے ماننے والوں سے یہ نہیں فرمایا کہ تم شیعہ بن جاؤ اور ماننے والوں نے بھی یہ دعا نہیں کی کہ ہمیں شیعہ کر کے مارنا بلکہ یہ دعا کی کہ اے ہمارے رب ہمیں مسلمین کی حالت میں موت دینا۔

(۵) حضرت سلیمانؑ نے ملکہ سبا کو خط لکھ کر دعوت دیتے ہوئے کہا:۔

اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ۔ (سورۃ نمل، آیت نمبر ۳۱)	(اے ملکہ) میرے ساتھ سرکشی نہ کرو اور مسلمین بن کر میرے پاس آجاؤ۔

لیکن حیدری صاحب! ایک ایسی آیت دکھا دیں جس میں حضرت سلیمانؑ نے ملکہ سبا کو شیعہ بننے کی دعوت دی ہو؟ اگر سچے ہو تو ثبوت دو۔

(۶) رسول اللہ ﷺ نے اپنے آپ کو کیا کہلوایا۔ ملاحظہ فرمائیں:۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ۔ (سورۃ انعام آیت نمبر ۱۶۳)	(اے رسول آپ کہہ دیجئے) مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں اول مسلمین ہوں۔

اب حیدری صاحب کوئی ایک ایسی آیت یا حدیث دکھائیں جس میں یہ لکھا ہوا ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ کہا ہو کہ میں شیعہ ہوں؟ اگر سچے ہو تو ثبوت دو۔ ورنہ۔۔۔

(۷) حضرت علیؓ نے اپنے آپ کو کیا کہلوایا۔ ملاحظہ فرمائیں:۔

قَالَ مَا اَنَا اِلَّا رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر ۳۶۷۱)	حضرت علیؓ نے فرمایا میں مسلمین میں سے ایک شخص ہوں۔

تبصرہ: حضرت علیؓ تو فرما رہے ہیں کہ میں مسلمین میں سے ہوں۔ حیدری صاحب، اب آپ سے میرا یہ سوال ہے کہ آپ قرآن مجید یا احادیث مبارکہ سے یہ ثبوت دیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا ہو کہ میں شیعہ ہوں یا حضرت علیؓ نے یہ کہا ہو کہ میں شیعہ ہوں ۔ یا حضرت فاطمہؓ نے یہ کہا ہو کہ میں شیعہ ہوں یا حضرت امام حسنؓ نے یہ کہا ہو کہ میں شیعہ ہوں یا حضرت امام حسینؓ نے یہ کہا ہو کہ میں شیعہ ہوں۔ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ (بقرہ، آیت نمبر ۱۱۱) اگر تم سچے ہو تو ثبوت پیش کرو۔ اور اگر ثبوت نہیں دے سکتے جو کہ ہرگز نہیں دے سکتے تو پھر آپکو میری خیر خواہانہ دعوت ہے کہ آپ توبہ کر کے جماعت المسلمین میں شامل ہو جائیں۔

حیدری صاحب اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۱۵ پر لکھتے ہیں کہ:۔

بدترین امر وہ ہے جو غیر مسنون ہو ہر غیر مسنون عمل بدعت ہے، ہر بدعت گمراہی ہے اور یہ گمراہی کی سزا جہنم ہے۔

حیدری صاحب کی اس تحریر کی روشنی میں میں حیدری صاحب سے ہی سوال کرتا ہوں کہ شیعہ کہلوانا مسنون امر ہے یا بدعت ہے؟ اگر مسنون ہے تو قرآن مجید یا حدیث مبارکہ سے ثبوت پیش کریں کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی بھی یہ کہا ہو کہ میں شیعہ ہوں۔ اگر حیدری صاحب اپنے ثبوت میں قرآن مجید یا حدیث مبارکہ پیش نہیں کرسکتے جو کہ ہرگز نہیں کرسکتے تو پھر بقول حیدری صاحب شیعہ کہلوانا بدعت ہوا۔

اس لئے حیدری صاحب سے میری یہ خیر خواہانہ گزارش ہے کہ بدعت کو چھوڑ کر مسنون امر جو کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ماننے والوں کو یہ حکم فرمایا تھا "تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاِمَامَهُمْ " (صحیح بخاری و صحیح مسلم) حکم مصطفیٰ مان کر جماعت المسلمین اور جماعت المسلمین کے امام کو لازم پکڑ لیں۔

غلط بیانی نمبر (۳۰) حیدری صاحب اپنی کتاب کے صفحہ نمبر (۴۱) پر لکھتے ہیں کہ:۔

جب میں جماعت المسلمین میں شامل ہوا تو صرف جماعت المسلمین کی کتابوں کا مطالعہ کیا کیونکہ باقی فرقوں کو تو ہم مسلمان سمجھتے ہی نہیں تھے۔

الجواب: حیدری صاحب نے یہ بھی جماعت المسلمین پر بہتان عظیم باندھا ہے۔ اگر تم سچے ہو تو بتاؤ کہ ہماری کس کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ ہم فرقوں کو مسلمان نہیں سمجھتے؟ حیدری صاحب جماعت المسلمین کی کتابوں میں اپنے یہ تحریر شدہ الفاظ قیامت تک نہیں دکھا سکتے کہ ہم

فرقوں کو مسلمان نہیں سمجھتے۔اگر سچے ہو تو ثبوت پیش کرو۔ورنہ۔۔۔۔۔

غلط بیانی نمبر (۳۱) حیدری صاحب اپنی کتاب کے صفحہ نمبر (۴۸) پر لکھتے ہیں کہ:۔

چند ٹکوں کی خاطر اپنے دین کو بیچنا مجھے بہت ہلکا سودا لگا لہٰذا میں نے جماعت المسلمین سے الگ ہونے کا فیصلہ کر لیا۔

الجواب: حیدری صاحب آپ نے یہ بات اُلٹ لکھ دی ہے۔حقیقت میں مسئلہ یہ ہے کہ جب تک جماعت المسلمین سے آپکو تنخواہ ملتی رہی تو آپ جماعت المسلمین میں شامل رہے اور جب کسی سبب سے آپ کی تنخواہ بند ہو گئی تو آپ نے چند ٹکوں کی خاطر حق کا انکار کر دیا اور باطل قبول کر لیا۔میرے پاس اس بات کے گواہ موجود ہیں، وقت آنے پر گواہ پیش کر سکتا ہوں۔

حیدری صاحب آپ کے جماعت المسلمین سے الگ ہونے کے فیصلے کے خلاف امام جعفر صادق کا فیصلہ ملاحظہ فرمائیں:۔

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ مَنْ فَارَقَ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِیْنَ قِیْدَ شِبْرٍ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْإِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهٖ۔ (اصول کافی جلد اول باب نمبر ۱۰۲)	آلِ محمدؑ امام جعفر صادق نے فرمایا جو شخص جماعت المسلمین سے ایک بالشت برابر بھی الگ ہوا اس نے اپنی گردن سے اسلام کا پٹہ اتار پھینکا۔

امام جعفر صادق کا ایک اور فیصلہ ملاحظہ فرمائیں:۔

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ السَّلَام قَالَ مَنْ فَارَقَ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِیْنَ وَنَكَثَ صَفْقَةَ الْإِمَامِ جَاءَ اِلَی	آلِ محمدؑ امام جعفر صادق نے فرمایا جو شخص جماعت المسلمین سے الگ ہوا اور امام (جماعت المسلمین) کی بیعت کو توڑ دیا تو وہ

اللّٰہِ اَجْذَمُ. (اصول کافی جلد اول باب نمبر ۲۰۲) | (قیامت کے روز) اللہ کے سامنے مجذوم ہوکر آئے گا۔

نوٹ: "اَجْذَمُ" کے معنی ہیں وہ شخص جو کوڑھ کی بیماری میں مبتلا ہو اور جس کے ہاتھ کٹے ہوئے ہوں۔

تبصرہ: حیدری صاحب آپ نے اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۵۰ پر خود امام جعفر صادق کو اپنا چھٹا امام لکھا ہے۔ اور یقیناً آپ انہیں اپنا امام مانتے بھی ضرور ہوں گے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ آپ امام جعفر صادق کو اپنا امام مانتے بھی ہیں یا نہیں۔ کیونکہ اصل میں امام کو ماننا، امام کی بات کو ماننا ہے جس نے امام کی بات کا انکار کیا اصل میں اس نے اس امام کی امامت کا انکار کیا۔ لہٰذا مندرجہ بالا ارشادات میں امام جعفر صادق نے فرمایا جو شخص جماعت المسلمین سے الگ ہوا اور امام جماعت المسلمین کی بیعت کو توڑ دیا، اس شخص نے اپنی گردن سے اسلام کا پٹہ اتار پھینکا اور وہ شخص قیامت کے روز جب اللہ تعالیٰ کے سامنے آئے گا تو اس کے دونوں ہاتھ کٹے ہوئے ہوں گے اور وہ کوڑھ کی بیماری میں مبتلا ہوگا۔

حیدری صاحب ذرا غور کریں کہ امام جعفر صادق کے فرمان سے یہ بات ثابت ہوئی کہ آپ نے جماعت المسلمین سے الگ ہوکر اسلام کو چھوڑ دیا ہے اور قیامت کے روز آپ جب اللہ تعالیٰ کے سامنے آئیں گے تو آپ کوڑھ کی بیماری میں مبتلا ہوں گے اور آپ کے دونوں ہاتھ کٹے ہوئے ہوں گے۔ حیدری صاحب اس لئے میری آپ سے گزارش ہے کہ اگر آپ اللہ تعالیٰ کے غضب اور جہنم کے عذاب سے بچنا چاہتے ہیں تو آپ اپنے ہی امام، امام جعفر صادق کے فرمان کو مانتے ہوئے امام جماعت المسلمین کی بیعت کر کے جماعت المسلمین میں شامل ہوکر اسلام کا پٹہ اپنی گردن میں ڈال لیں۔

حیدری صاحب باقی رہا مسئلہ قرآن مجید اور صحیح بخاری و صحیح مسلم کا یہ تو ہماری کتابیں ہیں اور انہیں ہم ہی صحیح سمجھ سکتے ہیں اور صحیح سمجھ رہے ہیں۔ یہ کتابیں آپکے شیعہ مسلک کی نہیں ہیں۔ آپ عام لوگوں کو تو دھوکہ دے سکتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کو دھوکہ نہیں دے سکتے۔ حیدری صاحب آپکے شیعہ مسلک کی بنیادی کتابیں نہج البلاغہ اور اصول کافی ہیں اور آپکے شیعہ مسلک کی یہ بنیادی کتابیں موجودہ قرآن مجید کے متعلق کیا کہتی ہیں، ذرا ٹھنڈے دل سے ملاحظہ فرمائیں:۔

عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ اِنَّ الْقُرْاٰنَ الَّذِیْ جَآءَ بِهٖ جِبْرِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ اِلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ سَبْعَةَ عَشَرَ اَلْفَ اٰیَةٍ۔

(اصول کافی، کتاب فضل القرآن نمبر ۲۵ روایت نمبر ۲۸)

ہشام بن سالم سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؒ نے فرمایا کہ وہ قرآن جو جبریل محمد ﷺ پر لے کر نازل ہوئے تھے اس میں سترہ ہزار آیتیں تھیں۔

حیدری صاحب غور کریں! جبکہ یہ قرآن ہمارے پاس موجود ہے اس میں چھ ہزار سے کچھ زائد آیتیں ہیں۔ حیدری صاحب آپ کے شیعہ مسلک کا وہ سترہ ہزار آیتوں والا قرآن کہاں پر ہے؟ ذرا دکھائیں تو صحیح؟ حیدری صاحب آپکے پاس تو اپنا قرآن بھی نہیں ہے۔ حیدری صاحب آپکا سترہ ہزار آیتوں والا قرآن اس وقت کہاں پر ہے؟ آپ اپنے ہی شیعہ مسلک کی بنیادی کتاب سے ہی ملاحظہ فرمائیں:۔

اصول کافی میں ہی دوسری روایت امام محمد باقر کے نام سے ان الفاظ میں موجود ہے کہ:۔

مَا ادَّعٰی اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ اِنَّهٗ جَمَعَ الْقُرْاٰنَ کُلَّهٗ کَمَا اُنْزِلَ اِلَّا کَذَّابٌ وَمَا

جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ اس کے پاس مکمل قرآن ہے جیسے وہ نازل ہوا تو یہ شخص کذاب

جَمَعَهُ وَ حَفِظَهُ كَمَا اَنْزَلَهُ اللّٰهُ اِلاَّ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ وَالْاَئِمَّةُ مِنْ بَعْدِهٖ۔ (اصول کافی کتاب الحجہ، باب نمبر ۳۴، روایت نمبر ۱)	ہے اللہ تعالیٰ کی تنزیل کے مطابق قرآن کو صرف علی بن ابی طالب اور اس کے بعد اماموں نے جمع کیا اور محفوظ کیا۔

اصول کافی میں ہی ہے کہ امام جعفر صادق نے فرمایا:۔

فَاِذَا قَامَ الْقَائِمُ قَرَأَ كِتَابَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ عَلٰى حَدِّهٖ وَاَخْرَجَ الْمُصْحَفَ الَّذِیْ كَتَبَهُ عَلِیٌّ عَلَیْهِ السَّلَامُ۔ (اصول کافی، کتاب فضل القرآن، باب نمبر ۱۳، روایت نمبر ۲۳)	جب قائم یعنی امام مہدی غائب ظاہر ہو نگے تو وہ قرآن کو اصلی اور صحیح طور پر پڑھیں گے اور قرآن کا وہ نسخہ نکالیں گے جس کو علی علیہ السلام نے لکھا تھا۔

حیدری صاحب آپکے شیعہ مسلک کی بنیادی کتاب اصول کافی کی مندرجہ بالا روایات سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی ہے کہ آپکے شیعہ مسلک کا یہ عقیدہ ہے کہ اصلی قرآن جو حضرت علیؓ نے جمع اور محفوظ کیا تھا اب وہ قرآن شیعہ مسلک کے بارہویں امام، امام مہدی کے پاس ہے اور امام مہدی دنیا سے غائب ہیں، جب امام مہدی دنیاں پر ظاہر ہوں گے تو پھر وہ اصلی قرآن کو بھی ظاہر کریں گے۔ حیدری صاحب غور کریں آپ اور آپکے شیعہ مسلک والے امام مہدی کے ظہور تک بغیر قرآن کے ہی چل رہے ہیں۔ حیدری صاحب! ہمارے موجودہ قرآن مجید اور آپکے شیعہ مسلک کے غائب قرآن میں فرق کیا ہے؟ اس کا ثبوت بھی آپ اپنے ہی شیعہ مسلک کی بنیادی کتاب اصول کافی سے ہی ملاحظہ فرمائیں:۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ اَبِیْ عَبْدِاللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ فِیْ قَوْلِهٖ:۔ وَلَقَدْ عَهِدْنَا اِلٰى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ	عبداللہ بن سنان روایت کرتے ہیں کہ امام جعفر صادق نے اللہ تعالیٰ کے فرمان (قرآنی آیت) کو اس طرح پڑھا کہ:۔ اور اس سے پہلے ہم نے حکم دیا آدم علیہ السلام کو چند احکام کا

كَلِمَاتٍ فِي مُحَمَّدٍ وَّعَلِيٍّ وَّ فَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَالْاَئِمَّةِ مِنْ ذُرِّيَّتِهِمْ فَنَسِيَ هٰكَذَا وَاللّٰهِ اُنْزِلَتْ عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ۔

(اصول کافی، کتاب الحجہ باب نمبر ۱۶۵ روایت نمبر ۲۳)

جو کہ محمد اور علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین اور ان اماموں کے بارے میں تھے، جو اُن کی اولاد میں سے ہونے والے تھے، پھر آدم نے ان کو بھلا دیا۔ (یہ بیان کرنے کے بعد امام جعفر صادق نے فرمایا) اور اللہ کی قسم یہ آیت اسی طرح محمد ﷺ پر نازل کی گئی تھی۔

حیدری صاحب غور کریں امام جعفر صادق نے بتا دیا کہ تمہارے شیعہ مسلک کے غائب قرآن میں یہ آیت اس طرح جبکہ ہمارے یعنی جماعت المسلمین کے موجودہ قرآن میں یہ آیت مبارکہ اس کے برعکس ہے، ملاحظہ فرمائیں:۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَلَقَدْ عَهِدْنَا اِلٰى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا۔

(سورۃ طٰہٰ، سورۃ نمبر ۲۰، آیت نمبر ۱۱۵)

اور اس سے پہلے ہم نے آدم سے ایک عہد لیا تھا لیکن وہ اسے بھول گئے اور ہم نے ان (کے ارادے) میں مضبوطی نہیں پائی۔

حیدری صاحب آپ کے شیعہ مسلک کے غائب قرآن اور ہمارے موجودہ قرآن مجید میں فرق ثابت کرنے کے لئے میں نے سورۃ طٰہٰ کی آیت نمبر ۱۱۵ کا یہ حوالہ بطور ثبوت پیش کیا ہے ورنہ آپ کے شیعہ مسلک کی بنیادی کتابوں سے اس قسم کے بیشمار حوالے پیش کئے جاسکتے ہیں جن میں موجودہ قرآن مجید کو نامکمل اور اسکی موجودہ ترتیب کو غلط ثابت کیا گیا ہے۔ جبکہ موجودہ قرآن مجید کی حفاظت کے متعلق اللہ تعالیٰ نے خود ہی ارشاد فرما دیا تھا کہ:۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔

(سورۃ الحجر، سورۃ نمبر ۱۵، آیت نمبر ۹)

اس قرآن کو ہم ہی نے نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔

تبصرہ: حیدری صاحب غور کریں کہ آپکے شیعہ مسلک کے پانچویں امام، امام محمد باقر تو فرمارہے ہیں کہ جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ اس کے پاس مکمل قرآن ہے تو وہ شخص کذاب ہے۔ اور آپکے چھٹے امام، امام جعفر صادق فرمارہے ہیں کہ مکمل قرآن تو شیعہ مسلک کے بارہویں امام، امام مہدی کے پاس ہے اور وہ قرآن کے ساتھ غائب ہیں۔ اور پھر سورۃ طٰہٰ کی آیت نمبر ۱۱۵ تلاوت کر کے اس غائب قرآن جو امام مہدی کے پاس ہے اور موجودہ قرآن مجید کا فرق بھی بتادیا ہے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس قرآن مجید کی حفاظت میں خود کروں گا۔ حیدری صاحب اب آپ بتائیں کیا اللہ تعالیٰ قرآن مجید کی حفاظت کرنے میں ناکام رہا؟ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ ہمارا ایمان ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی ہر لحاظ سے حفاظت کی ہے اور کرتا رہے گا۔

حیدری صاحب اب آپ خود بتائیں آپ کے شیعہ مسلک کے بنیادی کتابوں کی بات سچی ہے یا اللہ تعالیٰ کا فرمان سچا ہے؟ فیصلہ آپ خود کریں۔ حیدری صاحب اگر مندرجہ بالا دلائل کے ہوتے ہوئے بھی آپ یہ کہیں کہ جی میں تو اس موجودہ قرآن مجید کو مکمل اور اس کی موجودہ ترتیب کو بھی صحیح مانتا ہوں تو پھر میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ اپنے اس ایمان کا ثبوت دینے کے لئے اپنی ہر مجلس میں تقریر کرتے وقت یہ کہا کریں کہ جس شخص یا مسلک یا مذہب کا یہ عقیدہ ہے کہ موجودہ قرآن مجید موجودہ ترتیب کے ساتھ کامل اور مکمل نہیں ہے اس پر بیشمار اللہ کی لعنت ہو۔

حیدری صاحب اگر آپ نے اپنی تقریروں میں مندرجہ بالا یہ الفاظ بیان نہ کئے تو پھر میں سو فیصد یہ سمجھوں گا کہ آپ چند ٹکوں کی خاطر لوگوں کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ تو پھر یاد رکھیں ایسے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی پکڑ اور عذاب بہت سخت ہے۔

حیدری صاحب میری آپکی خدمت میں ایک بار پھر خیر خواہانہ گزارش ہے کہ آپ دنیاوی چند ٹکوں کی خاطر اپنا ایمان نہ بیچیں۔ جس اللہ نے ہمیں پیدا کیا ہے وہ ہمیں کھانے کو بھی ضرور دیگا۔ ضرورت توکل کی ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان مبارک ہے:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَوَكَّلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ حَقَّ تَوَكُّلِهٖ لَرُزِقْتُمْ كَمَا تُرْزَقُ الطَّيْرُ تَغْدُوْا خِمَاصًا وَتَرُوْحُ بِطَانًا۔

(ترمذی ابواب زہد حدیث نمبر ۲۳۴۴ وسندہ حسن صحیح)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تم لوگ اللہ پر ایسا توکل رکھتے جیسا کہ توکل کا حق ہے تو وہ تمھیں اسی طرح رزق دیتا جس طرح وہ پرندوں کو دیتا ہے صبح کو وہ بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس آتے ہیں۔

حیدری صاحب اللہ پر توکل کرو اور توبہ کر کے پھر حق کو قبول کر کے جماعت المسلمین میں شامل ہو جائیں۔ میں آپکے لئے دعا بھی کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو حق سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور پھر حق سمجھنے کے بعد حق قبول کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

صحابہ کرامؓ

(۱) کی فضیلت میں رسول اللہ ﷺ کے ارشادات ملاحظہ فرمائیں:۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِيْ، لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِيْ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَا اَدْرَكَ

حضرت ابو ہریرہؓ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے صحابہ کو بُرا مت کہو، میرے صحابہ کو بُرا مت کہو۔ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر تم میں سے کوئی شخص اُحد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کرے تو صحابہ کے ایک مُد یا آدھے مُد کے

مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَا اَدْرَكَ مُدَّ اَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ (صحیح مسلم، کتاب فضائل)

برابر بھی نہیں پہنچ سکتا۔

(نوٹ: مُد تقریباً سوا چھٹانک کا ہوتا ہے)

(۲)

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: اَلنُّجُوْمُ اَمَنَةٌ لِلسَّمَآءِ...... وَاَصْحَابِيْ اَمَنَةٌ لِاُمَّتِيْ...... (صحیح مسلم، حدیث نمبر ۶۴۶۶، ۱۵۳۱)

نبی ﷺ نے فرمایا ستارے آسمان کی حفاظت کا باعث ہیں۔۔۔۔۔اور میرے صحابہ میری اُمت کی حفاظت کا باعث ہیں۔

(۳)

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَاْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُوْ فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ، يَقُوْلُوْنَ: هَلْ فِيْكُمْ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ۔

(صحیح بخاری حدیث نمبر ۳۶۴۹، صحیح مسلم حدیث نمبر ۶۴۶۷، ۶۴۶۸، ۶۴۶۹)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ لوگوں کی جماعتیں جہاد کریں گی، ان سے کہا جائے گا: کیا تم میں رسول اللہ ﷺ کا کوئی صحابی بھی ہے؟ وہ کہیں گے: ہاں، تو انہیں فتح ہوگی۔ (یعنی صحابیؓ کی برکت سے فتح ہوگی)

(۴)

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَكْرِمُوْا اَصْحَابِيْ، فَاِنَّهُمْ خِيَارُكُمْ۔

(نسائی سندہ صحیح، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۶۰۱۲)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لوگو)! میرے صحابہؓ کی عزت کیا کرو، کیونکہ وہ تم میں سے سب سے بہتر ہیں۔

(۵)

عَنْ جَابِرٍؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَا تَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَاٰنِيْ۔

(ترمذی سندہ حسن، حدیث نمبر ۳۸۵۸)

حضرت جابرؓ نے بتایا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جس مسلم نے مجھے دیکھا، جہنم کی آگ اُسے نہیں چھوئے گی۔ (یعنی وہ جہنم میں نہیں جائے گا)

نوٹ: اصحابی رسول ﷺ اس مسلم کو ہی کہا جاتا ہے جس نے آپؐ کو دیکھا ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ کسی ایک اصحابی کو بھی جہنم کی آگ چھوئے گی بھی نہیں بلکہ تمام صحابہ کرام یقیناً جنتی ہیں۔

(۶)

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَللّٰهَ، اَللّٰهَ فِیْ اَصْحَابِیْ، اَللّٰهَ، اَللّٰهَ فِیْ اَصْحَابِیْ لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا مِنْ بَعْدِیْ، فَمَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّهُمْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَهُمْ وَمَنْ اٰذَاهُمْ فَقَدْ اٰذَانِیْ، وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰهَ، وَمَنْ اٰذَی اللّٰهَ فَیُوْشِکُ اَنْ یَّاْخُذَهٗ۔

(ترمذی حدیث نمبر ۳۸۶۲ قال ترمذی حسن)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہؓ کے حقوق کے متعلق اللہ سے بار بار ڈرتے رہنا، میرے بعد انہیں نشانہ مت بنانا، جس شخص نے میرے صحابہؓ سے محبت کی تو اُس نے میری محبت کے باعث ان سے محبت کی اور جس نے میرے صحابہؓ سے دشمنی رکھی تو اس نے میرے ساتھ دشمنی رکھنے کی وجہ سے ان سے دشمنی رکھی، جس شخص نے میرے صحابہؓ کو اذیت پہنچائی، اُس نے مجھے اذیت پہنچائی اور جس نے مجھے اذیت پہنچائی اُس نے اللہ کو اذیت پہنچائی، پس قریب ہے کہ اللہ اس کو (یعنی صحابہؓ کو اذیت پہنچانے والے کو دنیا میں) پکڑ لے۔

(۷)

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِذَا رَاَیْتُمُ الَّذِیْنَ یَسُبُّوْنَ اَصْحَابِیْ فَقُوْلُوْا: لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰی شَرِّکُمْ

(ترمذی حدیث نمبر ۳۸۶۶)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہؓ کو بُرا کہتے ہیں تو تم ان سے کہو تم شریر لوگوں پر اللہ کی لعنت ہو۔

تبصرہ: رسول اللہ ﷺ کے مندرجہ بالا ارشادات کا خلاصہ یہ نکلا کہ جس مسلم شخص نے آپ ؐ کو دیکھا وہ شخص یقیناً اصحابی رسول ؐ ہے اور تمام صحابہ کرام ؓ نبی ﷺ کی امت کی حفاظت کا باعث ہیں۔ آپ ؐ کے بعد دنیا کے تمام انسان، ولی، اولیاء، بزرگ اکٹھے ہو جائیں تو رتبہ وشان میں آپ ؐ کے ایک ادنا صحابی ؓ کے برابر نہیں ہو سکتے۔ تمام صحابہ کرام ؓ پر دوزخ حرام ہے۔ تمام صحابہ کرام ؓ یقیناً جنتی ہیں۔ تمام صحابہ کرام ؓ واجب الاحترام ہیں۔ تمام صحابہ کرام ؓ سے محبت کریں، ان کی عزت واکرام کریں۔ صحابہ کرام ؓ سے محبت کرنا، رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنا ہے۔ جس شخص نے صحابہ کرام ؓ سے دشمنی رکھی اس نے رسول اللہ ﷺ سے دشمنی رکھی۔ جس شخص نے صحابہ کرام ؓ کو اذیت پہنچائی اس نے رسول اللہ ﷺ کو اذیت پہنچائی اور جس نے نبی ؐ کو اذیت پہنچائی اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت پہنچائی اور جس شخص نے صحابہ کرام ؓ کو اذیت پہنچائی اللہ تعالیٰ اس شخص کو دنیا میں ہی پکڑے گا۔ صحابہ کرام ؓ کو بُرا کہنے والا ہر شخص شریر ہے اور ہر ایسے شریر پر اللہ کی لعنت ہو۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو حق سمجھنے اور سمجھ کر حق قبول کرنے، حق پر عمل کرنے اور حق کی تبلیغ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

نوٹ:۔ تمام قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اس کتاب میں اگر کسی قسم کی کوئی غلطی نظر آئے تو وہ غلطی لکھ کر مندرجہ ذیل پتہ پر بھیج دیں، تاکہ کتاب کو چھپواتے وقت اس غلطی کی درستگی کر لی جائے۔ جزاک اللہ خیرا۔

فقط: مبلغ اسلام عبد الحمید

محرم الحرام ۱۴۳۹ھ اکتوبر 2017ء

پتہ:

مسلم روڈ بکھو محلہ، شہداد کوٹ، ڈویژن لاڑکانہ (سندھ)

پوسٹ کوڈ 77300 موبائل نمبر 0301-3291314